فائنل شرح معانی الآثار

مدرس::: سینئر مدرس، مولانا عمر مدنی دامت برکاتہم العالیہ

✒🌹محمد صائم عطاری🌹✒

درجہ سابعہ

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

عرض کاتب !!!

اس فائل میں آپ کو کنزالمدارس بورڈ کے نصاب میں شامل شرح معانی الآثار کا 80 فیصد نصاب سوالا جوابا مل جائے گا۔۔۔۔۔

اگر آپ مندرجہ ذیل کتب کے ہمارے لکھے نوٹس چاہتے ہیں تو نیچے دیئے گئے نمبر پہ رابطہ کریں۔۔۔۔۔

(1) شرح وقایہ ((کتاب الجہاد)) (2) حسامی ((باب القیاس)) (3) تیسیر مصطلح الحدیث (4) القصائد المنتخبہ (5) فقہ السیرہ (6) منہاج العابدین مکمل (7) تفسیر بیضاوی ((ششماہی اول وثانی)) (8) ہدایہ جلد اول و دوم (9) النور المبین مکمل (10) فتح المنان (11) مناظرہ رشیدیہ (12) اجابۃ الغوث (13) اصول الدعوہ والارشاد (14) الفقہ الاکبر مکمل (15) العربیہ للطالبین المستوی الرابع (16) شرح نخبۃ الفکر (17) ہدایہ جلد سوم و چہارم (18) میزان الادیان (19) شرح عقائد نسفیہ ششماہی اول (20) موطا امام مالک (21) شرح معانی الآثار (22) اصول وراثت (23) السراجی (24) تحقیق و تدوین کا طریقہ کار (25) موطا امام محمد (26) توضیح و تلویح

03238599095

محمد صائم عطاری

درجہ سابعہ

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

((کتاب الصلاۃ))

((باب الاذان کیف ھو))

سوال::: امام مالک کے نزدیک اذان کا کیا طریقہ کار ہے؟؟؟ مع دلیل بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: امام مالک کے نزدیک اذان میں سترہ کلمات ہیں اور ان کی ترتیب مندرجہ ذیل حدیث میں ملاحظہ فرمائیں:::

عبد الملک بن ابو محذورہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان سکھائی جیسا کہ آج کل کہی جاتی ہے::: اللہ اکبر اللہ اکبر، اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان محمد ارسول اللہ اشھد ان محمد ارسول اللہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان محمد ارسول اللہ اشھد ان محمد ارسول اللہ، حی علی الصلاۃ حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح حی علی الفلاح، اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ۔۔۔۔

سوال::: شوافع کے نزدیک اذان میں کتنے کلمات ہیں اور ان کے مؤقف پہ دلیل دیں۔۔۔۔

جواب::: شوافع کے نزدیک اذان میں 19 کلمات ہیں،، ان کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:::

عبد اللہ بن محیریز فرماتے ہیں ابو محذورہ نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اذان کے 19 کلمات سکھائے::: اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر...... اس کے آگے وہی اذان ہے جو پچھلے سوال میں امام مالک کی دلیل میں ذکر ہے۔۔۔۔۔

مالکیہ چونکہ اذان میں دو دفعہ تکبیر کہتے ہیں تو ان کا شوافع کی جانب سے عقلی رد یہ ہے کہ اذان میں جو کلمات ایک دفعہ آئیں اگر وہ دوسری دفعہ آئیں وہ پہلے کے مقابلے میں آدھے ہوں گے،، مثلا اذان میں """اشھد ان لا الہ الا اللہ""" کو دو دو دفعہ کیا گیا لیکن آخر میں اس کا نصف """لا الہ الا اللہ""" آیا ہے،، اسی طرح حی علی الفلاح کے بعد دو دفعہ تکبیر کہی گئی ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اذان کے شروع میں چار دفعہ تکبیر کہی جائے گی۔۔۔۔۔

سوال::: شوافع اور مالکیہ کی اذان میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب::: شوافع کے ہاں تکبیر چار دفعہ کہی جائے گی اور مالکیہ کے ہاں دو دفعہ کہی جائے گی،، دونوں کے نزدیک ترجیع بھی ہو گی یوں شوافع کی اذان کے کلمات 19 ہیں جبکہ مالکیہ کی اذان کے 17 ہیں۔۔۔

سوال::: احناف کی اذان میں کتنے کلمات ہیں؟؟؟ نیز ترجیع کا ان کے نزدیک کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: احناف کے نزدیک اذان کے پندرہ کلمات ہیں اور ترجیع نہیں کی جائے گی۔۔۔۔

دلیل::: عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ایک آدمی آسمان سے نازل ہوا اس نے دو سبز جوڑے پہنے ہوئے تھے اس نے دیوار پہ کھڑے ہو کر اذان دی """اللہ اکبر اللہ اکبر""" اس نے حضرت ابو محذورہ والی اذان ذکر کی لیکن ترجیع کا ذکر نہیں کیا،، حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا"""تم نے کتنا ہی اچھا((خواب)) دیکھا پس تم بلال کو سکھادو"""۔۔۔۔

سوال::: حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ترجیع کا ذکر ہے اس کی مصنف نے کیا تاویل بیان کی؟؟؟

جواب::: مصنف فرماتے ہیں کہ احتمال ہے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے ترجیع والے کلمات آہستہ کہے ہوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو"""دوبارہ کہو اور اپنی آواز بلند کرو"""،، ہو سکتا ہے اس لیے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں شھادتین کی ترجیع ہوئی ہو۔۔۔۔

((باب الاقامۃ کیف ھی))

سوال::: امام مالک کے نزدیک اقامت کہنے کا کیا طریقہ کار ہے؟؟؟

جواب::: امام مالک کے نزدیک اقامت کے تمام کلمات ایک ایک دفعہ کہے جائیں گے دلیل یہ ہے کہ:::

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا جاتا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو دفعہ کہیں اور اقامت ایک ایک مرتبہ کہیں۔۔۔۔

سوال::: شوافع اور حنابلہ کا اقامت کے حوالے سے کیا مؤقف ہے؟؟؟ مع دلیل تحریر کریں۔۔۔۔

جواب::: شوافع اور حنابلہ کے نزدیک بھی امام مالک کی طرح اقامت کے کلمات ایک ایک دفعہ کہے جائیں گے البتہ"""قد قامت الصلاۃ""" کو دو مرتبہ کہا جائے گا۔۔۔۔

نقلی دلیل::: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال کو حکم دیا جاتا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہیں اور قد قامت الصلاۃ کے علاوہ اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ کہیں۔۔۔۔

عقلی دلیل::: اذان میں غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کلمہ جو پہلے ذکر کیا جا چکا ہو اگر دوسری جگہ آئے گا تو پہلے کے مقابلے میں آدھا آئے گا مثلا اذان کے شروع میں چار دفعہ تکبیر کہی جاتی ہے اور آخر میں دو دفعہ کہی جاتی ہے بلکل اسی طرح قیاس اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اقامت کے وہ کلمات جو اذان میں ذکر کیے جا چکے ہوں انہیں ایک ایک مرتبہ کہا جائے اور وہ کلمات

جنھیں اذان میں ذکر نہ کیا گیا ہو انہیں دو مرتبہ کہا جائے گا تو چونکہ ""قد قامت الصلاۃ"" کے علاوہ بقیہ تمام کلمات اذان میں موجود ہیں لہذا ""قد قامت الصلاۃ"" کو دو مرتبہ ادا کیا جائے گا اور بقیہ کلمات کو ایک مرتبہ ادا کیا جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: اقامت کے کلمات کے حوالے سے احناف کا مؤقف مع دلیل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: احناف کے نزدیک اقامت کے سترہ کلمات ہیں،، اذان کی طرح اقامت کے کلمات بھی دو دو مرتبہ ادا کیے جائیں گے بس فرق یہ ہے کہ اقامت میں ""قد قامت الصلاۃ"" کا اضافہ بھی ہو گا۔۔۔۔

دلیل::: عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ((خواب میں)) ایک شخص کو دیکھا جو آسمان سے نازل ہوا اس پہ دو سبز کپڑے یا دو سبز چادریں تھیں پس وہ دیوار پہ کھڑا ہوا اور اس نے اذان دی پھر وہ بیٹھا ((تھوڑی دیر بعد)) پھر وہ کھڑا ہو گیا اور اذان کی طرح اقامت کہی پس عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس بات کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ""تم نے کتنا ہی اچھا خواب دیکھا یہ کلمات بلال کو سکھا دو""۔۔۔۔۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اقامت کے سترہ کلمات سکھائے۔۔۔

((باب قول المؤذن فی اذان الصبح ""الصلاۃ خیر من النوم""))

سوال::: فجر کی اذان میں الصلاۃ خیر من النوم کہنے کے حوالے سے علماء کیا فرماتے ہیں؟؟؟

جواب::: اس معاملے میں دو فریقوں کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا ہے:::

فریق اول::: ان کے نزدیک فجر کی اذان میں یوں کہنا مکروہ ہے،، اس فریق میں امام عطاء، طاؤس اور اسود شامل ہیں۔۔۔۔

فریق ثانی::: ان کے نزدیک مستحب ہے،، اس فریق میں آئمہ اربعہ شامل ہیں۔۔۔۔

سوال::: فریق اول کے مؤقف کی دلیل بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: ان کی دلیل حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے کہ اس اذان میں ایسے الفاظ نہیں تھے لہذا ""الصلاۃ خیر من النوم"" کہنا مکروہ ہے۔۔۔۔

سوال::: آئمہ اربعہ کے نزدیک ""الصلاۃ خیر من النوم"" کہنا مستحب ہے اس کو دلیل سے ثابت کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی اذان میں ""الصلاۃ خیر من النوم"" کہنے کی تعلیم دی۔۔۔۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ صبح کی اذان میں ""حی علی الفلاح"" کے بعد ""الصلاۃ خیر من النوم"" کے الفاظ تھے۔۔

((باب التاذین للفجر ای وقت ھو بعد طلوع الفجر او قبل ذلک))

سوال::: کیا فجر کا وقت شروع ہونے سے پہلے اذان فجر دی جا سکتی ہے؟؟؟

جواب::: اس میں علماء کا اختلاف ہے:::

آئمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک دی جا سکتی ہے۔۔۔۔

امام اعظم کے نزدیک فجر کا وقت داخل ہونے سے پہلے فجر کی اذان نہیں دی جائے گی۔۔۔۔

سوال::: آئمہ ثلاثہ اور امام یوسف کن آثار سے دلیل پکڑتے ہیں؟؟؟

جواب::: یہ آئمہ کئی آثار سے دلیل پکڑتے ہیں ان میں سے دو درج ذیل ہیں:::

(1) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""بلال رات کو اذان دیتے ہیں پس تم ابن ام مکتوم کی اذان تک کھاؤ پیو""۔۔۔۔

(2) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""تمہیں بلال کی اذان اور سفیدی دھوکے میں نہ ڈالے یہاں تک کہ فجر ظاہر ہو جائے یا پھوٹ پڑے""۔۔۔۔

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فجر کے وقت سے پہلے اذان دی جا سکتی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: امام اعظم کے نزدیک فجر کی اذان فجر کا وقت داخل ہونے کے بعد ہو گی دلیل سے ثابت کریں۔۔۔۔

جواب::: ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں جب مؤذن فجر کی اذان دیتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی دو سنتیں ادا فرماتے پھر مسجد کی طرف تشریف لے جاتے اور کھانا حرام فرما دیتے،،اور مؤذن صبح ہونے سے پہلے اذان نہیں دیتا تھا۔۔۔۔

سوال::: فجر کی اذان کے حوالے سے نظر طحاوی بیان کریں۔۔۔

جواب::: جب دیگر نمازوں کی طرف دیکھا جائے تو ان کی اذانیں وقت شروع ہونے کے بعد دی جاتی ہیں لہذا قیاس یہی تقاضا کرتا ہے کہ فجر کی اذان بھی وقت داخل ہونے کے بعد دی جائے۔۔۔

سوال::: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں کئی احادیث آئی ہیں کہ وہ فجر کے وقت سے پہلے اذان دیتے تھے،، اس کا امام اعظم کیا جواب دیتے ہیں؟؟؟

جواب::: امام اعظم نے اس کے کئی جوابات دیئے ہیں جو درج ذیل ہیں:::

(1) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" بلال کی اذان تمہیں سحری سے نہ روک دے وہ اس لیے اذان دیتے ہیں تا کہ تمہارے غائب لوگ((سحری کرنے کے لیے)) گھروں کو لوٹ جائیں اور تمہارے سوئے ہوئے جاگ جائیں۔۔۔۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت بلال کی اذان فجر کے لیے نہیں ہوتی تھی۔۔۔۔

(2) دوسرا جواب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ طلوع فجر سے پہلے اذان دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اذان لوٹانے کا حکم دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے یوں ندا دی"" بندہ سو گیا تھا"" پھر اذان لوٹائی اور یوں ندا دی"" بندہ سو گیا تھا""۔۔۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سو کر اٹھے تو انہوں نے سمجھا شاید فجر کا وقت ہو گیا چنانچہ انہوں نے اذان دی لیکن بعد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے لوٹائی۔۔۔

(3) تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی بینائی کمزور تھی لہذا وہ غلطی سے فجر کا وقت شروع ہونے سے پہلے اذان دے دیتے تھے۔۔۔

سوال::: ان صحابی کا نام بتائیں جو نابینا تھے اور صحابہ کرام ان کو صبح کے طلوع ہونے کا بتاتے اور وہ اذان دیتے تھے۔۔۔

جواب::: حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم

سوال::: حضرت علقمہ رحمہ اللہ طلوع فجر سے پہلے اذان دینے کے حوالے سے کیا فرماتے ہیں؟؟؟

جواب::: آپ فرماتے ہیں یہ صحابہ کے طریقے کے خلاف ہے۔۔۔

((باب الرجلین یؤذن احدھما ویقیم الآخر))

سوال::: کیا مؤذن کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اقامت کہہ سکتا ہے؟؟؟

جواب::: اس میں فقہاء کا اختلاف ہے:::

آئمہ ثلاثہ کا مؤقف ہے کہ جو اذان دے وہی اقامت کہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص نہیں کہہ سکتا۔۔۔

احناف کے نزدیک مؤذن کے علاوہ دوسرے شخص کا اقامت کہنے میں کوئی حرج نہیں۔۔۔۔

سوال::: آئمہ ثلاثہ کے مؤقف پہ حدیث پیش کریں۔۔۔۔

جواب::: زیاد بن حارث صدائی فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا جب صبح کا وقت شروع ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا میں نے اذان پڑھی پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے،، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آکر اقامت کہنا چاہی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" بے شک صداء بھائی نے اذان کہی ہے اور جو اذان کہے وہ ہی اقامت کہے""۔۔۔ اس سے آئمہ ثلاثہ دلیل پکڑتے ہیں کہ جو اذان دے گا وہی اقامت بھی کہے گا۔۔۔۔۔

سوال::: احناف کے مؤقف کو دلائل سے ثابت کریں۔۔۔۔

جواب::: احناف کے نزدیک مؤذن کے علاوہ دوسرا شخص بھی اقامت کہہ سکتا ہے۔۔۔۔

جب حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو((خواب میں))اذان دکھائی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان کہی پھر حضرت عبد اللہ کو حکم دیا انہوں نے اقامت کہی۔۔۔۔

سوال::: مؤذن کے علاوہ کسی اور شخص کے اقامت کہنے کے حوالے سے نظر طحاوی بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: دو شخص مل کر ایک اذان نہیں کہہ سکتے بایں طور پر کہ آدھی اذان ایک شخص کہے اور آدھی اذان دوسرا شخص کہے،، اذان و اقامت نماز کے اسباب میں سے ہیں اور نماز جمعہ میں ان کے ساتھ ساتھ خطبہ دینا بھی ضروری ہوتا ہے تو وہاں خطیب اور امام الگ الگ ہوسکتے ہیں تو اذان و اقامت کہنے والے دو شخص الگ الگ کیوں نہیں ہوسکتے؟؟؟

سوال::: احناف کی جانب سے آئمہ ثلاثہ کی پیش کردہ حدیث کا کیا جواب دیا گیا ہے؟؟؟

جواب::: جو حدیث آئمہ ثلاثہ نے پیش کی وہ ضعیف ہے جبکہ احناف کی جانب سے پیش کی گئی حدیث قوی ہے۔۔۔۔

((باب مایستحب للرجل ان یقولہ اذا سمع الاذان))

سوال::: اذان کا جواب دینے کے حوالے سے علماء میں کیا اختلاف پایا جاتا ہے؟؟؟

جواب::: اس حوالے سے علماء کے دو گروہ بن جاتے ہیں:::

(1) پہلے گروہ کا مؤقف ہے جیسے جیسے مؤذن کہتا جائے گا سننے والا بھی ویسے ہی کلمات دہراتا جائے گا،، اس گروہ میں امام شافعی اور ان کے علاوہ امام مالک اور امام احمد اپنی ایک ایک روایت کے مطابق شامل ہیں۔۔۔۔۔

(2) دوسرے گروہ کا مؤقف ہے جیسے جیسے مؤذن کہے گا سننے والا بھی ویسے ویسے کہتا جائے گا لیکن جب مؤذن حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح تک پہنچے گا تو اس وقت وہ ان کلمات کی بجائے ""لا حول ولا قوۃ الا باللہ "" کہے گا،، اس گروہ میں امام اعظم، اصح قول کے مطابق امام احمد اور ایک روایت کے مطابق امام مالک شامل ہیں۔۔۔۔

سوال::: پہلے گروہ کی دلیل بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤذن کو سنتے تو اس کی مثل کہتے جاتے یہاں تک کہ وہ خاموش ہو جاتا۔۔۔۔۔

سوال::: دوسرا گروہ کس حدیث سے دلیل پکڑتا ہے ؟؟؟

جواب::: ابو رافع سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤذن کو سنتے تو اس کی مثل کہتے اور جب وہ حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کہتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ""لا حول ولا قوۃ الا اللہ "" کہتے۔۔۔۔

سوال::: دوسرے فریق کی جانب سے پہلے فریق کی بیان کی گئی روایت کا کیا رد کیا گیا ہے ؟؟؟

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ""تم مؤذن کی طرح کہو"" کا مطلب یہ ہے کہ اذان کے ابتدائی کلمات یعنی تکبیر اور شہادت مؤذن کی طرح کہو کیونکہ تکبیر اور شہادت ہی مقصود الیہ ہیں جیسا کہ ایک حدیث اس پہ دلالت کرتی ہے:::

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" جب مؤذن شہادت کہے تو تم بھی اس کی مثل کہو""۔۔۔۔۔

سوال::: درود پاک کی فضیلت بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" جس نے مجھ پہ ایک دفعہ درود بھیجا اللہ اس پہ دس رحمتیں نازل فرمائے گا""۔۔۔۔۔

سوال::: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لیے کس چیز کا سوال کرنے کا حکم دیا اور اس سوال کرنے کی کیا فضیلت بیان فرمائی ؟؟؟

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" میرے لیے وسیلے کا سوال کرو پس بے شک وہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے خاص بندے کو ملے گا اور میں امید کرتا ہوں وہ میں ہوں گا پس جو میرے لیے اللہ سے وسیلے کا سوال کرے گا اس کی شفاعت ہو گی""۔۔۔۔

سوال::: اذان کا جواب دینے اور اس کے بعد والی دعا پڑھنے کی کیا فضیلت ہے ؟؟؟

جواب::: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" جو مسلمان اذان دینے والے سے اذان سن کر اس کی تکبیر پہ تکبیر کہے پھر اس کے بعد اشھد ان لا الہ الا اللہ اور اشھد ان محمد ا رسول اللہ کہنے پہ اسی طرح کہے پھر یوں کہے اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ عطا فرما اور آپ کا علیین میں درجہ بنا، چنے ہوئے لوگوں میں ان کی محبت اور مقربین میں ان کا ذکر بنا تو اس کے لیے قیامت کے دن نبی کی شفاعت واجب ہو گئی۔۔۔۔

سوال::: اذان کے بعد کی دعا لکھیں۔۔۔۔

جواب::: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤذن ((کی اذان)) سنتے تو فرماتے "" اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلاۃ القائمۃ أعط محمدا الوسیلۃ وابعثہ المقام المحمود الذی وعدتہ ""۔۔۔۔۔

سوال::: اذان مغرب کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون سی دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی ؟؟؟

جواب::: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا سکھائی انہوں نے فرمایا اے ام سلمہ مغرب کی اذان کے وقت یہ کلمات کہو "" اللھم عند استقبال لیلک واستدبار نھارک وأصوات دعاتک وحضور صلاتک اغفر لی ""۔۔۔۔

سوال::: اذان کا جواب دینا واجب ہے یا مستحب ؟؟؟

جواب::: احناف کے نزدیک اذان کا جواب دینا واجب ہے ان کی دلیل فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے "" جب تم مؤذن کو سنو تو اس کی مثل کہو ""۔۔۔۔ ((واضح رہے یہ مؤقف متقدمین احناف کا ہے))

دوسری جانب شوافع، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اذان کا جواب دینا مستحب ہے ((متاخرین احناف کا بھی یہی مؤقف ہے)) ان کی دلیل یہ ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے ایک اذان دینے والے کو اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے سنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "" یہ فطرت پہ ہے "" پھر اس نے اشھد ان لا الہ الا اللہ کہا تو آپ نے فرمایا "" وہ آگ سے نکل گیا ""، حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس ((مؤذن)) کی طرف دیکھا وہ ایک چرواہا تھا نماز کا وقت ہو گیا تھا تو اس نے اذان دی۔۔۔۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ""جب مؤذن کو سنو تو اس کی مثل کہو"" استحباب پہ محمول ہے اگر یہ وجوب پہ مبنی ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چپ رہے کی اذان سن کر دیگر کلمات کہنے کی بجائے اذان کے کلمات دہراتے۔۔۔

((باب مواقیت الصلاۃ))

سوال::: ظہر کے وقت میں آئمہ کا اختلاف بیان کریں۔۔۔

جواب::: ظہر کے شروع کے وقت میں اتفاق ہے کہ جب سورج ڈھلنا شروع ہو جائے تو ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے البتہ آخری وقت میں اختلاف ہے:::

(1) آئمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک ظہر کا وقت سائے کے ایک مثل ہونے تک ہے۔۔۔

(2) امام اعظم کے نزدیک آخری وقت سایہ دو مثل ہونے تک ہے۔۔۔

سوال::: آئمہ ثلاثہ اور صاحبین کی دلیل ذکر کریں۔۔۔

جواب::: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دوسرے دن ظہر کی نماز پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت پڑھائی جب سایہ ایک مثل ہو چکا تھا۔۔۔

سوال::: عصر کے وقت میں علماء کا اختلاف مع دلائل بیان کریں۔۔۔

جواب::: (1) امام شافعی کے نزدیک سایہ کے دو مثل ہونے تک عصر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔۔۔

دلیل یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دوسرے دن اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھائی۔۔۔

(2) دوسرا مؤقف یہ ہے کہ سورج زرد ہونے تک عصر کا وقت رہتا ہے امام طحاوی نے اسی کو اختیار کیا ہے۔۔۔۔

دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" عصر کا وقت تب تک ہے جب تک سورج زرد نہ ہو جائے ""۔۔۔

(3) احناف کے نزدیک عصر کا وقت سورج کے غروب ہونے تک ہے دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی دو رکعتیں پالیں اس نے عصر کی نماز کو پالیا۔۔۔۔

سوال::: مغرب کے اول اور آخر وقت کے بارے میں اختلاف علماء مع دلائل بیان کریں۔۔۔

جواب::: مغرب کا اول وقت سورج غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں،، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج غروب ہو جاتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی نماز ادا فرماتے۔۔۔۔

آخر وقت میں اختلاف ہے:::

(1) آئمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک جب شفق احمر غائب ہو جائے گی تب مغرب کا وقت ختم ہو گا۔۔۔

دلیل یہ ہے کہ دوسرے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفق احمر کے غائب ہونے سے پہلے مغرب ادا فرمائی۔۔۔

(2) امام اعظم کے نزدیک شفق ابیض کے غائب ہونے پہ مغرب کا وقت ختم ہو گا،، دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" مغرب کا آخری وقت افق کے غائب ہونے تک ہے""،، افق تبھی غائب ہو گا جب سفیدی ختم ہو جائے گی۔۔۔

سوال::: مغرب کے وقت کے حوالے سے نظر طحاوی بیان کریں۔۔۔

جواب::: طلوع شمس سے پہلے افق پہ سرخی ظاہر ہوتی ہے پھر سفیدی چھاجاتی ہے پھر سورج طلوع ہوتا ہے اور تب فجر کا وقت ختم ہوتا ہے،، پس جس طرح طلوع شمس سے پہلے والی سرخی اور سفیدی نماز کے وقت میں شامل ہے اسی طرح غروب شمس کے بعد والی سفیدی اور سرخی بھی نماز کے وقت میں شامل ہو گی۔۔۔۔

سوال::: عشاء کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: آئمہ ثلاثہ کے نزدیک جب شفق احمر غائب ہو جائے تب وقت شروع ہوتا ہے جبکہ امام اعظم کے نزدیک جب شفق ابیض غائب ہو جائے تب شروع ہوتا ہے دلائل وہی ہیں جو اوپر گزر چکے۔۔۔

سوال::: عشاء کے آخری وقت میں آئمہ کا اختلاف بیان کریں۔۔۔

جواب::: آخری وقت میں آئمہ اربعہ کا کوئی اختلاف نہیں سب کے نزدیک طلوع فجر عشاء کا آخری وقت ہے البتہ مستحب وقت میں اختلاف ہے،، احناف کے نزدیک عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے اس سے زیادہ مؤخر نہیں کرنا چاہیے۔۔۔

((باب الجمع بین الصلاتین کیف ھو))

سوال::: کیا دو نمازوں کو ایک ساتھ جمع کیا جا سکتا ہے؟؟؟

جواب::: اس حوالے سے علماء کا اختلاف ہے:::

(1) فریق اول کے نزدیک ایک نماز کو دوسری کے وقت میں سفر یا کسی خوف کی وجہ سے جمع کیا جا سکتا ہے،، اس فریق میں مالکیہ، شوافع اور حنابلہ شامل ہیں۔۔۔۔

(2) فریق ثانی میں احناف شامل ہیں ان کے نزدیک صرف مزدلفہ اور عرفات کے مقام پہ ایک نماز کو دوسری کے وقت میں جمع کر کے پڑھا جا سکتا ہے اس کے علاوہ ایسا جائز نہیں۔۔۔۔

سوال::: پہلے فریق والے ((یعنی مالکیہ، شوافع اور حنابلہ)) اپنے مؤقف پہ کیا دلیل پیش کرتے ہیں؟؟؟

جواب::: وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لیے کئی احادیث پیش کرتے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:::

(1) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں دو نمازوں کو جمع کرتے تھے۔۔۔۔

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ رکعات کو اکٹھا اور سات رکعات کو اکٹھا پڑھا ((آٹھ رکعات سے مراد ظہر وعصر کے چار چار فرائض اور سات رکعات سے مغرب وعشاء کے سات فرائض ہیں یعنی ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکٹھا پڑھا))۔۔۔۔۔

سوال::: فریق اول کے پیش کیے گئے دلائل کا فریق ثانی کیا جواب دیتے ہیں؟؟؟

جواب::: پچھلے سوال میں فریق اول کے دو دلائل ذکر کیے گئے تھے ان احادیث اور اس طرح کی تمام احادیث کا فریق ثانی یعنی احناف یہ جواب دیتے ہیں کہ یہاں سے جمع صوری مراد ہے یعنی ظہر کو مؤخر کر کے اور عصر کو تعجیل کے ساتھ ان کے اوقات میں ادا کرنا مراد ہے،، ان احادیث میں یہ بات کہیں بھی موجود نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کر کے جمع کیا۔۔۔۔۔

اعتراض::: فریق اول فریق ثانی پہ بطور اعتراض وہ روایت پیش کرتے ہیں جس سے ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں جمع کر کے ادا کرنا ثابت ہوتا ہے::: ایوب اپنے استاد نافع سے روایت کرتے ہیں حضرت ابن عمر مکہ میں تھے انہیں ان کی بیوی صفیہ کی بیماری کی خبر ملی تو وہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور ستارے ظاہر ہو گئے ان کا ایک ساتھی کہنے لگا""" نماز نماز """،، نافع کہتے ہیں کہ سالم نے بھی کہا""" نماز """ تو حضرت ابن عمر نے فرمایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفر میں جلدی ہوتی تو ان دو نمازوں کو جمع کر کے ادا کرتے اور میں ((بھی)) ان کو جمع کروں گا پس وہ چلے یہاں تک شفق غائب ہو گئی پھر وہ اترے اور دونوں نمازوں کو ((مغرب وعشاء)) جمع کیا۔۔۔۔

اس روایت سے ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں جمع کر کے ادا کرنا ثابت ہوتا ہے۔۔۔۔

جواب::: احناف کی جانب سے اس روایت کا جواب یہ ہے کہ حضرت نافع کے تمام شاگردوں میں سے صرف حضرت ایوب نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کو بیان کیا ہے کہ ""شفق غائب ہو گئی"" جبکہ بقیہ نے یوں کہا ہے ""شفق غائب ہونے کے قریب ہو گئی"" جیسا کہ مندرجہ ذیل ہے:::

حضرت اسامہ بن زید نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کو سفر میں جلدی تھی آپ چلتے رہے صرف ظہر یا عصر ادا کرنے کے لیے پڑاؤ کیا اور مغرب کو مؤخر کیا یہاں تک کہ سالم نے کہا"" نماز""،، ابن عمر خاموش ہو گئے جب شفق غائب ہونے کے قریب ہو گئی تو اترے اور دونوں نمازوں کو جمع کیا اور فرمایا"" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب انہیں جلدی ہوتی تھی تو وہ اسی طرح کرتے تھے""۔۔۔۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے نماز مغرب کو شفق کے غائب ہونے سے پہلے ادا کیا اور مغرب وعشاء کو صورتاً جمع کیا نہ کہ حقیقتاً،، نافع سے روایت کرنے والے بقیہ راویوں کے بھی یہی الفاظ ہیں لہذا فریق اول اس سے دلیل نہیں پکڑ سکتا۔۔۔۔

اعتراض::: فریق اول کی جانب سے فریق ثانی پہ ایک اور اعتراض ہے کہ ابن شہاب زہری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب دن کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفر میں جلدی ہوتی تو ظہر وعصر کو جمع فرماتے اور جب رات کو سفر کا ارادہ فرماتے تو مغرب وعشاء کو جمع کرتے،،((جمع کی کیفیت یہ ہوتی کہ)) ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر کرتے پھر دونوں کو اکٹھا ادا کرتے اور مغرب کو شفق کے غائب ہونے تک مؤخر کرتے اور عشاء کے ساتھ ادا فرماتے۔۔۔۔

اس سے ثابت ہوتا ہے ایک نماز کو دوسری کے وقت میں جمع کر کے ادا کیا جا سکتا ہے۔۔۔۔

جواب::: اس حدیث کے دو جوابات ہیں:::

(1) ممکن ہے یہ جمع کرنے کی کیفیت والا کلام حضرت انس کا اپنا نہ ہو بلکہ ابن شہاب زہری کا ہو جیسا کہ وہ احادیث میں اپنا کلام داخل کرتے رہتے ہیں۔۔۔۔

(2) ہو سکتا ہے یہاں سے مراد ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کو آخر وقت تک مؤخر کرتے ہوں اور اسے اپنے وقت میں ادا کرتے ہوں۔۔۔۔

پس ان احتمالات کی وجہ سے یہ روایت دلیل نہیں بن سکتی۔۔۔۔

سوال::: پچھلے سوال میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے بارے میں احناف نے دو احتمالات بیان کر کے اسے رد کیا،، کیا ایسی کوئی حدیث ہے جو ان احتمالات کی تائید کرتی ہو؟؟؟

جواب::: جی ایسی حدیث موجود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کو مؤخر کرتے عصر کو مقدم کرتے پھر مغرب کو مؤخر کرتے اور عشاء کو مقدم کر کے صورتاً جمع کرتے اور انہیں اپنے اپنے وقت میں ادا فرماتے۔۔۔۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں ظہر کو مؤخر کرتے اور عصر کو مقدم کرتے،، مغرب کو مؤخر کرتے اور عشاء کو مقدم کرتے۔۔۔۔۔

اعتراض::: فریق اول کی جانب سے فریق ثانی پہ تیسرا اعتراض ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے پہلے دن عصر کی نماز اس وقت ادا فرمائی جب سایہ اصلی ایک مثل ہو گیا اور دوسرے دن ظہر کی نماز بعینہ اسی وقت میں ادا فرمائی تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک نماز کو دوسری کے وقت میں ادا کیا جا سکتا ہے۔۔۔۔

جواب::: یہ روایت فریق اول کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ یہاں یہ احتمال موجود ہے کہ ہو سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے دن نماز ظہر کو اس وقت کے قریب جا کر ادا فرمایا ہو جس وقت میں پہلے دن نماز عصر ادا فرمائی تھی۔۔۔۔

سوال::: فریق ثانی یعنی احناف کے پاس اس بات پہ کیا دلیل ہے یہاں سے جمع صوری مراد ہے؟؟؟

جواب::: اس پہ کئی دلائل ہیں:::

(1) ہر نماز کا اپنا اپنا وقت ہے لہذا ایک نماز کو دوسری کے وقت میں ادا کرنا مناسب نہیں۔۔۔۔

(2) ایک نماز کو دوسری کے وقت میں ادا کرنے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذمت فرمائی ہے:::

اللہ پاک کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے نیند میں کوئی کوتاہی نہیں،، کوتاہی یہ ہے کہ جاگتے ہوئے ایک نماز کو دوسری کے وقت تک مؤخر کر دیا جائے۔۔۔۔

(3) آئمہ ثلاثہ یعنی فریق اول سفر اور خوف میں نمازوں کو جمع کرنا جائز قرار دیتے ہیں جبکہ ایسی احادیث بھی موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر خوف اور سفر کے دو نمازوں کو جمع فرمایا،، تو اس حدیث کا آئمہ ثلاثہ کیا جواب دیں گے؟؟؟

بالآخر ماننا پڑے گا کہ مؤقف وہی درست ہے جو فریق ثانی یعنی احناف کا ہے کہ یہاں سے جمع صوری مراد ہے۔۔۔۔

اعتراض::: اگر جمع بین الصلاۃ والی تمام روایات سے جمع صوری مراد ہے تو عرفہ اور مزدلفہ میں حقیقی طور پر ایک نماز کو دوسری کے وقت میں جمع کیوں کیا جاتا ہے ؟؟؟

جواب::: عرفہ اور مزدلفہ کا حکم مخصوص ہے،، اگر امام وہاں نمازوں کو ان کے وقت میں ادا کرے گا جیسا کہ عام دنوں میں کیا جاتا ہے تو وہ گنہگار ہو گا لہذا ثابت ہوا عرفہ اور مزدلفہ کی نمازوں کا حکم عام دنوں کی نمازوں جیسا نہیں ہے۔۔۔

سوال::: جمع بین الصلاتین کے حوالے سے نظر طحاوی بیان کریں۔۔۔

جواب::: فجر کو کسی دوسری نماز کے وقت میں پڑھنا بالاتفاق ممنوع ہے تو قیاس یہی چاہتا ہے کہ بقیہ نمازیں بھی اپنے اپنے وقت میں ادا کی جائیں۔۔۔

((باب الصلاۃ الوسطی اَی الصلوات))

سوال::: نماز وسطی سے کون سی نماز مراد ہے ؟؟؟

جواب::: اختلاف آئمہ مع دلائل تفصیلاً بیان کریں۔۔۔

(1) ایک مؤقف کے مطابق نماز ظہر ""صلاۃ وسطی"" ہے۔۔۔

دلیل::: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ""صلاۃ وسطیٰ"" کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا وہ ظہر کی نماز ہے۔۔۔

حضرت اسامہ بن زید نے فرمایا"" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت گرمی میں نماز پڑھاتے تھے اور آپ کے پیچھے ایک یا دو صفیں ہوتی تھیں تو اللہ پاک نے یہ حکم نازل فرمایا::: اپنی نمازوں اور نماز وسطی کی حفاظت کرو۔۔۔

(2) امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک ""صلاۃ وسطیٰ"" نماز فجر ہے۔۔۔

دلیل::: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نماز فجر پڑھائی رکوع سے پہلے قنوت پڑھی پھر فرمایا"" یہ نماز وسطیٰ ہے""۔۔۔

(3) احناف کے نزدیک صلاۃ وسطی"" نماز عصر"" ہے۔۔۔

دلیل::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" نماز وسطی نماز عصر ہے""۔۔۔

((باب الوقت الذی یصلی فیہ الفجر اَی وقت ھو؟؟؟))

سوال::: فجر کی نماز کا مستحب وقت کون سا ہے ؟؟؟

جواب::: اس میں اختلاف ہے::: آئمہ ثلاثہ یعنی امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک کے نزدیک اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے جبکہ احناف کے نزدیک اجالے میں پڑھنا مستحب ہے۔۔۔۔

سوال::: آئمہ ثلاثہ اپنے مؤقف پہ کیا دلیل دیتے ہیں؟؟؟

جواب::: وہ اپنے مؤقف پہ کافی احادیث پیش کرتے ہیں جن میں سے دو درج ذیل ہیں:::

(1)حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مومن عورتیں چادر میں لپٹی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں صبح کی نماز پڑھتی تھیں پھر وہ اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں اور کوئی ان کو پہچان نہ پاتا((یعنی اندھیرے کے اندر نماز مکمل کرلی جاتی اور عورتیں اندھیرے میں واپس بھی چلی جاتیں اس سے ثابت ہوا کہ اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے))۔۔۔۔۔

(2)بشیر ابن ابی مسعود اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھائی پھر اجالے میں پڑھائی اور((اس کے بعد))پھر کبھی اجالے میں نہیں پڑھائی حتی کہ اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات دے دی۔۔۔۔

سوال::: احناف کے مؤقف پہ دلالت کرنے والی احادیث تحریر کریں۔۔۔۔

جواب::: احناف کے نزدیک نماز فجر کو اجالے میں پڑھنا مستحب ہے اس پہ متعدد احادیث دلالت کرتی ہیں:::

(1)حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کو اس کے نام کی طرح مؤخر کرتے تھے ((یعنی فجر رات کے آخری حصے کو کہتے ہیں پس اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کو آخر وقت یعنی اجالے تک مؤخر کرتے تھے))۔۔۔۔۔

(2)بعض انصار صحابہ کا کہنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""صبح کی نماز کو خوب صبح کرکے پڑھو((یعنی اجالے میں پڑھو))پس جتنی صبح کرکے تم پڑھوگے اتنا زیادہ اجر ملے گا۔۔۔۔۔

(3)رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""فجر کو منور یعنی روشن کرکے پڑھو پس وہ((یعنی فجر کو اجالے میں پڑھنا))اجر کے اعتبار سے زیادہ ہے۔۔۔۔

سوال::: امام طحاوی کا فجر پڑھنے کے حوالے سے کیا مؤقف ہے؟؟؟

جواب::: امام طحاوی فرماتے ہیں کہ بہتر یہ ہے فجر کو اندھیرے میں شروع کیا جائے اور اتنی لمبی قرات کی جائے کہ اجالے کے وقت نماز کو ختم کیا جائے،،اپنے مؤقف پہ وہ کئی احادیث پیش کرتے ہیں جس میں صحابہ لمبی لمبی قرات کرتے تھے چند ایک درج ذیل ہیں:

(1)سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی پس آپ نے اس میں سورۃ بقرہ کی قرأت کی جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج کو جھانکنے لگے اور کہنے لگے ((لگتا ہے)) سورج طلوع ہو گیا،، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا"" اگر وہ طلوع ہو جاتا تو ہمیں غافل نہ پاتا۔۔۔۔۔

(2)عبداللہ بن عامر کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے صبح کی نماز میں سورۃ کہف اور سورۃ یوسف کی تلاوت کی۔۔۔۔۔

(3)حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی انہوں نے سورۃ آل عمران کی قرأت کی پس((نماز سے فارغ ہو کر)) لوگ کہنے لگے سورج طلوع ہونے والا ہے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ طلوع ہوتا تو ہمیں غافل نہ پاتا۔۔۔۔

اعتراض::: امام طحاوی پہ ایک اعتراض ہوتا ہے کہ آپ کہتے ہیں اندھیرے میں شروع کرو اور اجالے میں نماز ختم کرو جبکہ ابن زبیر کی روایت کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اجالے میں نماز پڑھائی۔۔۔۔

جواب::: امام طحاوی یہ جواب دیتے ہیں کہ یہاں سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اجالے میں نماز مکمل کی تاکہ وہ حملہ سے محفوظ ہو جائیں جس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پہ حملہ کیا گیا تھا۔۔۔۔۔

اور پھر امام طحاوی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی لمبی قرات پہ ایک روایت پیش کرتے ہیں فرافصہ بن عمیر کا کہنا ہے کہ میں نے سورۃ یوسف کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اسے صبح کی نماز میں بار بار پڑھنے کی وجہ سے یاد کیا ہے۔۔۔۔

تو ثابت ہوا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی لمبی قرات کرتے تھے اندھیرے میں نماز شروع کرتے اور اجالے میں ختم کرتے تھے۔۔۔۔۔

اعتراض::: امام طحاوی پہ ایک اور اعتراض ہوا کہ آپ اس حدیث کا کیا جواب دیں گے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عورتیں نماز پڑھ کر واپس چلی جاتیں اور اندھیرے کی وجہ سے کوئی انہیں پہچان نہ پاتا؟؟؟

جواب::: امام طحاوی جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث اوائل اسلام پہ محمول ہے جب نماز میں تخفیف کی جاتی تھی لیکن جب نماز میں لمبی قرات کرنے کا حکم آگیا تو یہ پچھلا حکم منسوخ ہو گیا لہذا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کو لے کر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔۔۔۔

((باب الوقت الذی یستحب أن یصلی صلاۃ الظہر فیہ))

سوال::: ظہر کا مستحب وقت کون سا ہے؟؟؟

جواب::: اس میں آئمہ کا اختلاف ہے۔۔۔۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ظہر کو جلدی پڑھنا مستحب ہے جبکہ بقیہ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک گرمی میں ظہر کو تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے اور سردی میں جلدی پڑھنا مستحب ہے۔۔۔۔۔

سوال::: امام شافعی کے مؤقف پہ دلائل لکھیں۔۔۔۔

جواب::: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت گرمی میں نماز ظہر پڑھتے تھے۔۔۔۔۔

حضرت مسروق سے روایت ہے کہ جب سورج زائل ہوا میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ظہر ادا کی ((نماز پڑھانے کے بعد)) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا"" اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس نماز کا یہی وقت ہے""۔۔۔۔۔

سوال::: آئمہ ثلاثہ کے نزدیک ظہر کو مؤخر کر کے پڑھنا مستحب ہے اس پہ ان کے دلائل نقل کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ((سفر میں)) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جگہ پہ تھے پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" بلال ٹھہر جاؤ"" پھر حضرت بلال نے اقامت کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا"" بلال ٹھہر جاؤ"" ((ہم یونہی ٹھہرے رہے)) حتی کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" بے شک گرمی کی شدت جہنم کے جوش مارنے کی وجہ سے ہے پس جب گرمی شدید ہو جائے تو تم نماز ((ظہر)) کو ٹھنڈا کر کے پڑھو۔۔۔۔

حضرت انس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردی میں ظہر کو جلدی پڑھتے تھے اور گرمی میں مؤخر کرتے تھے۔۔۔۔

اعتراض::: کتب میں دونوں طرح کی احادیث پائی جاتی ہیں بعض کے مطابق گرمی میں ظہر کو مؤخر کیا جائے گا بعض کے مطابق جلدی ادا کیا جائے گا تو ان میں سے کن پہ عمل کرنا اولی ہے۔۔۔۔

جواب::: گرمی میں نماز ظہر کو مؤخر کرنے والی روایات اولی ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے جلدی ادا کیا کرتے تھے لیکن پھر وہ حکم منسوخ ہو گیا تھا جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں سخت گرمی میں نماز پڑھایا کرتے تھے پھر ((اس سے منع کرتے ہوئے)) فرمایا"" بے شک گرمی کی شدت جہنم کے جوش مارنے کی وجہ سے ہے پس نماز ((ظہر)) کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو""۔۔۔۔۔

اعتراض::: شوافع کے دلائل میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان گزرا انہوں نے اللہ کی قسم اٹھا کر فرمایا کہ ظہر کی نماز کا وقت سورج کے زائل ہونے کا ہے اس کا آپ کیا جواب دیں گے ؟؟؟

جواب::: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس بات پہ کوئی دلیل نہیں کہ وہ گرمی کا موسم تھا یا سردی کا موسم تھا؟؟؟ لہذا وہ حدیث شوافع کی دلیل نہیں بن سکتی۔۔۔۔

اعتراض::: ظہر کی نماز کو ہمیشہ مؤخر نہیں پڑھا جاتا تھا،، جن احادیث میں مؤخر کر کے پڑھنا ثابت ہے وہ اس لیے ہے کہ اس زمانے میں مسجد میں سایہ نہ ہونے کی وجہ سے سخت گرمی میں نماز پڑھنا مشکل تھا لہذا بامر مجبوری نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کو تاخیر سے پڑھنے کا حکم دیا،، مؤخر کر کے پڑھنا صرف سایہ نہ ہونے کی وجہ سے تھا۔۔۔۔۔

جواب::: معترض کا اعتراض باطل ہے کیونکہ ہم پیچھے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ والی روایت بیان کر کے آئے ہیں کہ سفر کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر کو مؤخر کر کے پڑھا وہاں نہ تو سایہ تھا اور نہ عمارت،، لہذا سائے کو لے کر اعتراض کرنا درست نہیں۔۔۔۔۔

((باب رفع الیدین فی افتتاح الصلاۃ الی این یبلغ بھما))

سوال::: نماز کے آغاز میں تکبیر کہتے وقت ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں گے ؟؟؟

جواب::: اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے:::

(1) بعض مالکیہ کے مؤقف کے مطابق نماز کے آغاز میں ہاتھ اٹھانے کی کوئی حد نہیں کہ انہیں کہاں تک اٹھایا جائے گا؟؟؟ ان کے نزدیک بس مطلق اٹھانا مراد ہے۔۔۔۔۔

(2) شوافع، حنابلہ اور جمہور مالکیہ کے نزدیک ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا جائے گا۔۔۔۔

(3) احناف کے نزدیک ہاتھوں کو کانوں تک اٹھایا جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: بعض مالکیہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے میں کیا دلیل پیش کرتے ہیں؟؟؟

جواب::: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا""جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے ہوئے اٹھاتے""۔۔۔۔۔

اس حدیث سے بعض مالکیہ دلیل پکڑتے ہیں کہ حدیث میں مطلقاً اٹھانا مراد ہے چاہے جہاں تک مرضی اٹھالیے جائیں اس کی کوئی حد نہیں۔۔۔۔

سوال::: ہاتھ اٹھانے میں آئمہ ثلاثہ کا مؤقف احادیث سے ثابت کریں۔۔۔۔۔

جواب::: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب انہوں نے نماز شروع کی تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا۔۔۔۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے اور ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے۔۔۔۔

سوال::: کس صحابی نے دیگر صحابہ کرام سے کہا تھا کہ میں تم میں سے سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کو جاننے والا ہوں؟؟؟

جواب::: حضرت ابو حمید الساعدی

سوال::: بعض مالکیہ اور آئمہ ثلاثہ((امام مالک، امام شافعی، امام احمد)) کی جانب سے بیان کردہ احادیث میں بظاہر تعارض نظر آرہا ہے ان میں تطبیق کی صورت نکالیں۔۔۔۔

جواب::: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث((جس میں مطلقاً ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے)) میں ہاتھ اٹھانے کی حد بیان نہیں ہوئی کہ کہاں تک اٹھائے گئے پس اس میں دو احتمالات ہیں:::

(1)ہو سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کندھوں تک ہاتھ اٹھائے ہوں۔۔۔۔

(2)ہو سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز سے پہلے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوں اور پھر اس کے بعد کندھوں تک ہاتھ اٹھا کر نماز شروع کر دی۔۔۔۔

لہٰذا پچھلے سوالات میں مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔۔۔۔۔

سوال::: احادیث سے احناف کے مؤقف کی تائید کریں۔۔۔۔

جواب::: احناف کا مؤقف تھا کہ کانوں تک ہاتھ اٹھائے جائیں گے:::

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب نماز شروع کرنے کے لیے تکبیر کہی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہو گئے۔۔۔۔

وائل بن حجر نے فرمایا میں نے اللہ کے رسول کو دیکھا جب وہ نماز کے لیے تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے۔۔۔۔۔

سوال::: پچھلی احادیث میں ہاتھ کندھوں تک اٹھانے کا ذکر ہے جبکہ احناف کی پیش کردہ احادیث میں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانے کا بیان ہے،، ان میں سے کون سا امر زیادہ اولی ہے؟؟؟

جواب::: یہ بات مندرجہ ذیل حدیث سے واضح ہوتی ہے:::

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا پس تکبیر کہتے ہوئے، رکوع سے اٹھتے ہوئے اور سجدہ کرتے وقت میں نے ان کو ہاتھ کانوں تک اٹھاتے دیکھا،، پھر میں اگلے سال ((سردیوں میں)) آیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے چادریں اور ٹوپیاں پہنی ہوئی تھیں وہ اپنے ہاتھوں کو سینے تک اٹھاتے تھے۔۔۔۔۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کندھوں تک ہاتھ اٹھانا سردی کی وجہ سے تھا اور ہم وہ احادیث جن میں کندھے تک کا ذکر ہے انہیں اسی مسئلہ پہ محمول کریں گے البتہ اس ((سردی)) کے علاوہ ہاتھوں کو کانوں تک ہی اٹھایا جاتا تھا۔۔۔۔۔

((باب مایقال فی الصلاۃ بعد تکبیرۃ الافتتاح))

سوال::: کیا نمازی تکبیر تحریمہ کے بعد توجیہ یا دیگر اذکار وغیرہ پڑھ سکتا ہے؟؟؟

جواب::: اس میں آئمہ کرام کا اختلاف ہے:::

امام اعظم فرماتے ہیں کہ نمازی صرف ثناء پڑھے گا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھے گا۔۔۔۔

دیگر آئمہ کرام مثلاً امام اوزاعی، امام شافعی اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ثناء کے علاوہ دیگر اذکار بھی پڑھ سکتا ہے۔۔۔۔

سوال::: امام اعظم کے مؤقف کی دلیل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور تکبیر کہتے،، پھر یوں کہتے """سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک"""۔۔۔۔۔

سوال::: فریق ثانی کی دلیل کیا ہے ؟؟؟

جواب::: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز شروع کرتے تو فرماتے "" وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ، اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ، لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ""۔۔

اس سے ثابت ہوا کہ نماز کے شروع میں ثناء کے علاوہ توجیہ اور دیگر اذکار ماثورہ پڑھے جاسکتے ہیں۔۔۔

((باب قراءۃ ""بسم اللہ الرحمٰن الرحیم "" فی الصلاۃ))

سوال::: کیا بسم اللہ ""سورۃ فاتحہ "" کا حصہ ہے ؟؟؟ نیز کیا نماز میں اس کی قرأت کی جائے گی ؟؟؟

جواب::: اس حوالے سے مختلف اقوال ہیں:::

(1) امام شافعی اور امام احمد کا ایک روایت کے مطابق مؤقف یہ ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا حصہ ہے لہذا سورۃ فاتحہ کی طرح بسم اللہ کو بھی جہرا پڑھا جائے گا۔۔۔

(2) احناف اور مالکیہ کا مؤقف ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا حصہ نہیں ہے اور اسے جہرا نہیں پڑھا جائے گا،، پھر آگے ان میں بھی مزید اختلاف ہوگیا احناف یہ کہتے ہیں کہ بسم اللہ کو سری طور پر یعنی آہستہ آواز میں پڑھا جائے گا جبکہ مالکیہ کہتے ہیں سری طور پر بھی نہیں پڑھا جائے گا۔۔۔۔

سوال::: شوافع کے دلائل ذکر کریں۔۔۔

جواب::: (1) نعیم بن مجمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بسم اللہ پڑھی اور پھر سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرنے کے بعد "" آمین "" کہا تو لوگوں نے بھی آمین کہا پھر انہوں نے فرمایا "" اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میری نماز تم میں سے سب سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے مشابہ ہے ""۔۔۔۔

(2) حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر میں نماز پڑھتے تو بسم اللہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتے۔۔۔۔

سوال::: احناف اور مالکیہ کی دلیل ذکر کریں۔۔۔

جواب::: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری رکعت کے لیے اٹھتے تو""الحمد للہ"" سے شروع کرتے اور((شروع میں))خاموش نہ رہتے۔۔۔۔

یہ روایت اس بات پہ دلالت کرتی ہے کہ تسمیہ سورۃ فاتحہ کا حصہ نہیں ہے اگر ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاتحہ کی طرح اسے بھی پڑھتے۔۔۔۔

سوال::: شوافع کی جانب سے بیان کی گئی نعیم بن مجمر والی روایت کا آپ کیا جواب دیں گے؟؟؟

جواب::: ہماری پیش کردہ روایت نعیم بن مجمر والی روایت سے سند کے طرق اور صحت کے اعتبار سے اولی ہے لہذا اسی پہ عمل کیا جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا والی روایت کا جواب ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرنے میں راویوں کے الفاظ کا اختلاف ہے بعض نے اس طرح بیان کیا جس طرح شوافع نے بیان کیا جبکہ بعض نے یوں بیان کیا:::

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے ایک ایک حرف کرکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کی وضاحت کی۔۔۔۔۔

اس روایت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا قرآن اسی طرح پڑھتے تھے یعنی پہلے بسم اللہ پڑھتے اور پھر قرآن پاک کی کوئی اور سورت شروع کرتے اس سے یہ بلکل ثابت نہیں ہوتا کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جزء ہے۔۔۔۔

اعتراض::: وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ(87)

ترجمہ کنزالعرفان::: اور بیشک ہم نے تمہیں سات آیتیں دیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن (دیا)۔۔۔۔

اس آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس سے مراد سورۃ فاتحہ ہے اور پھر آپ نے ""بسم اللہ"" پڑھی اور فرمایا""یہ ساتویں آیت ہے""۔۔۔۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جزء ہے آپ یہ کیسے کہ سکتے ہیں کہ یہ جزء نہیں؟؟؟

جواب::: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا کہ بسم اللہ ساتویں آیت ہے ہمیں تسلیم نہیں کیونکہ اس کے علاوہ روایات میں اس کے خلاف بات نقل کی گئی ہے۔۔۔۔

سورۃ فاتحہ کی سات آیات میں کوئی اختلاف نہیں البتہ جو لوگ بسم اللہ کو فاتحہ کا جزء مانتے ہیں وہ ساتویں آیت بسم اللہ کو سمجھتے ہیں جبکہ جو لوگ اسے سورۃ فاتحہ کا جزء نہیں مانتے وہ "" غیر المغضوب علیہم ولا الضالین "" کو ایک الگ آیت شمار کرتے ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سورۃ انفال اور سورۃ التوبہ کے درمیان بسم اللہ لکھ کر انہیں الگ شمار کیوں نہیں کیا؟؟؟

جواب::: جب حضرت ابن عباس نے یہ سوال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے کسی سورت میں شامل کرنے کا حکم فرمادیتے،، سورۃ انفال اور سورۃ التوبہ کے واقعات ایک جیسے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ میں اس معاملے کے متعلق نہ پوچھ سکا تو مجھے خوف ہوا کہ ہو سکتا ہے کہ دونوں ایک ہی سورت ہوں اس لیے میں نے ان کے درمیان بسم اللہ نہیں لکھی۔۔۔۔

اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام بسم اللہ کو سورتوں کے شروع میں اس لیے لکھتے تھے تاکہ ایک سورت کو دوسری سے الگ کریں لہذا ثابت یہی ہوتا ہے بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جزء نہیں ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کیا صحابہ کرام نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھتے تھے؟؟؟

جواب::: جی نہیں جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم "" الحمد للہ "" سے قراءت شروع کرتے تھے۔۔۔۔۔

ایک اور روایت حضرت انس سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر، عمر رضی اللہ عنہما آہستہ آواز میں بسم اللہ پڑھتے تھے۔۔۔۔

یہ روایات اور اس جیسی کثیر دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جزء نہیں ہے لہذا اسے جہرا نہیں پڑھا جائے گا بلکہ سری پڑھا جائے گا۔۔۔۔

سوال::: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے کس چیز کو دیہاتیوں کا فعل قرار دیا؟؟؟

جواب::: آپ رضی اللہ عنہمانے جہرا بسم اللہ پڑھنے کو دیہاتیوں کا فعل قرار دیا۔۔۔۔۔

((باب القراءۃ فی الظہر والعصر))

سوال::: نماز ظہر اور عصر میں قرأت کی جائے گی یا نہیں؟؟؟

جواب::: اس حوالے سے دو مؤقفات ہیں:::

(1) بعض علماء کا کہنا ہے کہ ظہر اور عصر میں قرأت نہیں کی جائے گی۔۔۔۔

(2) آئمہ اربعہ کے نزدیک قرأت کی جائے گی۔۔۔۔

سوال::: فریق اول کا مؤقف دلیل سے ثابت کریں۔۔۔۔

جواب::: ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر اور عصر میں قرأت کرتے تھے یا نہیں ؟؟؟ آپ نے فرمایا"" نہیں"" اس نے کہا ہو سکتا ہے دل میں کرتے ہوں ؟؟؟ آپ نے فرمایا"" نہیں""

سوال::: فریق اول کی پیش کردہ روایت کا رد لکھیں۔۔۔۔

جواب::: حضرت ابن عباس والی روایت فریق اول نے پیش کی جبکہ ہمارے پاس اس کے برعکس روایات بھی ہیں چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے سنت کو حفظ کیا میں نہیں جانتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر اور عصر میں قرأت کرتے تھے یا نہیں ؟؟؟

اس روایت میں خود حضرت ابن عباس فرمارہے ہیں کہ ظہر اور عصر میں قرأت کے بارے میں نہیں جانتا تو فریق اول کس طرح ان کی روایت کو دلیل بنا سکتا ہے ؟؟؟

سوال::: آئمہ اربعہ کی دلیل نقل کریں۔۔۔۔

جواب::: آئمہ اربعہ کے مؤقف پہ بے شمار روایات ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:::

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر و عصر میں قرأت فرماتے ہیں اور کبھی کبھی ہمیں بھی آیت سنا دیا کرتے تھے ((یعنی سری قرأت کرتے کرتے ایک آدھی آیت اونچی آواز میں بھی پڑھ دیا کرتے تھے))۔۔۔۔۔

سوال::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظہر، عصر اور مغرب میں قرأت کی کیفیت بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر و عصر کی پہلی دو رکعات میں سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت تلاوت فرماتے تھے اور آخری دو رکعات میں محض سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے،، مغرب کی پہلی دو رکعات میں سورۃ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھتے تھے جبکہ آخری رکعت میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔۔۔۔۔

سوال::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر و عصر میں کتنی مقدار میں تلاوت فرماتے تھے ؟؟؟

جواب::: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعت میں 30 آیات کی مقدار کے برابر قیام فرماتے ہیں اور آخری دو رکعتوں میں پندرہ آیات کی مقدار قیام فرماتے تھے جبکہ عصر کی پہلی دو رکعات میں پندرہ آیات اور آخری دو رکعتوں میں اس کا نصف ((یعنی سات یا آٹھ آیات کی)) مقدار قیام فرماتے تھے۔۔۔۔

بعض روایات کے مطابق سورۃ الطارق اور بروج جیسی دیگر سورتوں کی تلاوت فرماتے تھے۔۔۔۔۔

سوال::: صحابہ کرام کو ظہر و عصر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرأت کرنے کے بارے میں کیسے پتا چلتا تھا؟؟؟

جواب::: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک کے ہلنے سے صحابہ کرام قرأت کرنے کو جان لیتے تھے۔۔۔۔۔

سوال::: ظہر و عصر میں قرأت کرنے کے حوالے سے نظر طحاوی بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: امام طحاوی فرماتے ہیں کہ تمام نمازوں میں رکوع، سجود اور قیام فرض ہے اسی طرح تمام نمازوں میں پہلا قعدہ سنت ہے خلاصۃً یہ کہ تمام نمازوں کے احکامات برابر ہیں،، تو جب مغرب، عشاء اور فجر میں قرأت فرض ہے تو عصر و ظہر میں قرأت فرض ہونی چاہیے۔۔۔۔

اسی طرح مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعات میں جہرا قرأت ہوتی ہے جبکہ آخری دو رکعات میں سراً ہوتی ہے،، آخری دو رکعات میں جہر اساقط ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان میں قرأت ہی نہ کی جائے بلکل اسی طرح ظہر و عصر میں جہرا قرأت کے ساقط ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ ان میں قرأت نہیں کی جائے بلکہ سراً کی جائے گی۔۔۔۔۔

سوال::: ظہر و عصر میں قرأت کرنے کے حوالے سے کوئی سے دو آثار صحابہ نقل کریں۔۔۔۔

جواب::: (1) ابو عثمان نہدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ظہر اور عصر میں سورۃ"""ق""" کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔۔۔۔

(2) ابو مریم اسدی کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ظہر میں قرأت کرتے سنا۔۔۔۔

((باب القراءۃ فی صلاۃ المغرب))

سوال::: مغرب میں کتنی مقدار میں قرأت کی جائے گی؟؟؟

جواب::: مغرب میں قرأت کی مقدار کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے:::

(1) امام شافعی فرماتے ہیں کہ لمبی قرأت کی جائے گی۔۔۔۔

(2) آئمہ ثلاثہ کے نزدیک مغرب میں قصار مفصل سورتوں کی تلاوت کی جائے گی۔۔۔۔

سوال::: قصار مفصل سورتوں سے کیا مراد ہے ؟؟؟

جواب::: سورۃ الزلزال سے والناس تک کی سورتوں کو قصار مفصل کہتے ہیں۔۔۔۔

سوال::: امام شافعی کی دلیل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: (1) جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ((اسلام لانے سے پہلے)) میں غزوہ بدر کے موقع پہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے اور سورۃ والطور کی تلاوت فرما رہے تھے،، میں نے جب قرآن سنا ((تو میری ایسی کیفیت ہوئی)) گویا کہ میرا دل پھٹ گیا۔۔۔۔۔

(2) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مروان کو مغرب میں چھوٹی سورت پڑھنے سے روکتے ہوئے فرمایا"" میں نے نماز مغرب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لمبی سورت یعنی ""المص"" ((سورۃ مریم)) پڑھتے سنا۔۔۔۔۔

سوال::: آئمہ ثلاثہ کے دلائل نقل کریں۔۔۔۔

جواب::: (1) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز مغرب پڑھتے پھر ((نماز سے فارغ ہو کر)) ہم میں سے ایک شخص تیر پھینکتا اور اس کے گرنے کی جگہ دیکھ لیتا۔۔۔۔۔

(2) حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر بنو سلمہ کے محلے میں آتے اور اپنے تیر پھینکنے کی جگہوں کو دیکھ لیتے۔۔۔۔۔

مغرب کے فورا بعد رات ہو جاتی ہے،، ثابت ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوٹی قرأت کرتے تھے تبھی تو صحابہ کرام نماز سے فارغ ہو کر تیر پھینکنے کی جگہ دیکھ لیتے تھے اگر لمبی قرأت ہوتی تو ایسا نا ممکن تھا۔۔۔۔

سوال::: امام شافعی کی جانب سے پیش کی جانے والی جبیر بن مطعم والی روایت کا رد کریں۔۔۔۔

جواب::: جبیر بن مطعم کی ایک اور روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں بدر کے قیدیوں کے بارے میں بات کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے اور یہ آیت پڑھ رہے تھے "" ان عذاب ربک لواقع ""،، یہ سن کر میری کیفیت ایسی ہو گئی گویا کہ میرا دل پھٹ جائے گا۔۔۔۔۔

یہاں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورۃ طور کی ایک آیت پڑھتے سنا تو ہو سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند آیات ہی تلاوت کی ہوں جسے انہوں نے سنا اور پوری سورت کی تلاوت نہ کی ہو۔۔۔۔

سوال::: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جب مغرب میں لمبی قرأت کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟؟؟

جواب::: آپ رضی اللہ عنہ نے مغرب میں سورۃ بقرہ اور سورۃ نساء کی قرأت شروع کی تو ایک شخص اپنی الگ سے نماز پڑھ کر چلا گیا جب یہ بات آپ کو معلوم ہوئی تو آپ نے اسے منافق کہہ ڈالا پھر وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سارا معاملہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ سے دو مرتبہ فرمایا""اے معاذ کیا تم فتنہ ڈالنے والے ہو؟؟؟""" اگر تم سبح اسم ربک الاعلیٰ اور والشمس وضحھا پڑھتے تو کتنا اچھا ہوتا،، تمہارے پیچھے ضرورت مند، کمزور اور چھوٹے بڑے نماز پڑھتے ہیں""-----

سوال::: حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے آخر میں کون سی سورت سنی؟؟؟

جواب::: آپ رضی اللہ عنہا نے سب سے آخر میں سورۃ المرسلات سنی----

سوال::: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مغرب میں قصار مفصل سورتوں کی تلاوت ثابت ہے؟؟؟

جواب::: جی ہاں:::

(1)عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب میں سورۃ والتین والزیتون پڑھتے-----

(2)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب میں قصار مفصل سورتوں کی تلاوت فرماتے-----

سوال::: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو مغرب میں قرأت کے حوالے سے کیا خط لکھا؟؟؟

جواب::: آپ نے لکھا کہ مغرب میں قصار مفصل سورتوں کی تلاوت کرو----

((باب القراءۃ خلف الامام))

سوال::: امام کے پیچھے قرأت کرنے کے حوالے سے اختلاف آئمہ تحریر کریں----

جواب::: احناف کے نزدیک امام کے پیچھے قرأت نہیں کی جائے گی جبکہ آئمہ ثلاثہ امام کے پیچھے قرأت کرنے کو لازم قرار دیتے ہیں----

سوال::: آئمہ ثلاثہ کی دلیل ذکر کریں----

جواب::: (1)حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی تو قرأت ان پہ بھاری ہو گئی جب انہوں نے سلام پھیرا تو پوچھا""کیا تم میں سے کسی نے میرے پیچھے قرأت کی؟؟؟""ہم نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،،تو آپ نے فرمایا صرف سورۃ فاتحہ پڑھا کرو کیونکہ جو اسے نہیں پڑھتا اس کی کوئی نماز نہیں۔۔۔۔

(2)حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ کی قراءت نہ کی جائے ناقص ہے۔۔۔۔

سوال::: آئمہ احناف کی دلیل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: (1)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""امام اس لیے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو""۔۔۔۔۔

(2)جابر بن عبداللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے""۔۔۔۔۔

سوال::: آئمہ ثلاثہ والی روایات کے جوابات نقل کریں۔۔۔۔

جواب::: (1)حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی روایت کا جواب ہے کہ ہو سکتا ہے یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کی نماز کو ناقص قرار دیا ہو جو اکیلا نماز پڑھے اور سورۃ فاتحہ کی قراءت نہ کرے کیونکہ دیگر احادیث جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیں وہ بھی اسی چیز پہ دلالت کرتی ہیں کہ یہاں اکیلے قرأت کرنا مراد ہے لہذا یہ روایت قرأت خلف الامام پہ دلیل نہیں بن سکتی۔۔۔۔

(2)حضرت عبادہ بن صامت والی روایت کے برعکس ہمارے پاس ایک روایت ہے کہ ابو ہریرہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہری نماز سے فارغ ہو کر فرمایا""کیا ابھی تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرأت کی؟؟؟""ایک شخص نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ،،تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""میں بھی کہتا ہوں کہ مجھے کیا ہے میں قرآن سے جھگڑ رہا ہوں؟؟؟"" حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد لوگ جہری نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے قرأت کرنے سے رک گئے۔۔۔۔

سوال::: قرأت خلف الامام پہ نظری طحاوی بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس حالت میں جماعت کے ساتھ ملے کہ امام رکوع میں ہو اور وہ شخص تکبیر تحریمہ اور قیام کیے بغیر رکوع میں چلا جائے تو اس کی نماز نہیں ہو گی کیونکہ یہ دونوں چیزیں کرنا ضروری ہے البتہ اگر وہ تکبیر تحریمہ اور قیام کرتا ہے لیکن قرأت کیے بغیر رکوع میں چلا جاتا ہے تو اس کی نماز بالاتفاق ہو جائے گی کیونکہ مقتدی پہ قرأت لازم نہیں اگر قرأت لازم ہوتی تو بنا قرأت کیے رکوع میں ملنے سے اس کی نماز نہ ہوتی۔۔۔۔

اعتراض::: آپ کیسے کہ سکتے ہیں کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کی جائے حالانکہ صحابہ کرام سے کثیر آثار مروی ہیں جن سے قرأت خلف الامام کا ثبوت ملتا ہے۔۔۔۔

مثلا::: یزید بن شریک کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر سے قرأت خلف الامام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا"" قرأت کرو"" میں نے عرض کی اگرچہ میں آپ کی اقتداء میں ہوں؟؟؟((کیا تب بھی قرأت کروں؟؟؟)) تو فرمایا"" اگرچہ تم میرے پیچھے ہو"" پھر میں نے کہا اگرچہ آپ قرأت کر رہے ہوں؟؟؟ انہوں نے فرمایا"" اگرچہ میں قرأت کر رہا ہوں""۔۔۔۔۔

جواب::: ہمارے پاس بھی کثیر آثار صحابہ موجود ہیں:::

(1) حضرت عبد اللہ بن عمر، زید بن ثابت اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا"" کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے قرأت نہ کرو""۔۔۔

(2) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تمہارے لیے امام کی قرأت کافی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟؟؟

جواب::: (1) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا"" جس نے امام کے پیچھے قرأت کی وہ فطرت پہ نہیں""۔۔۔۔

(2) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں"" کاش امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کا منہ مٹی سے بھر دیا جائے""۔۔۔۔۔

((باب الخفض فی الصلاۃ ھل فیہ تکبیر))

سوال::: کیا نماز میں جھکتے وقت تکبیر کہی جائے گی؟؟؟

جواب::: بعض علماء حضرت عمر بن عبد العزیز، ابن سیرین اور سعید بن جبیر وغیرہ کا کہنا ہے کہ نماز میں جھکتے وقت تکبیر نہیں کہی جائے گی اور بنو امیہ یونہی کیا کرتے تھے۔ آئمہ اربعہ کا مؤقف ہے کہ نماز میں جھکتے وقت اٹھتے وقت ہر حالت میں تکبیر کہی جائے گی.

سوال::: فریق اول کی دلیل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: عبد الرحمن بن ابزی فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ((نماز میں نیچے جاتے ہوئے)) تکبیر نہیں کہتے تھے۔۔۔۔۔

سوال::: آئمہ اربعہ اپنے مؤقف پہ کیا دلیل دیتے ہیں؟؟؟

جواب::: (1) حضرت عبد اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیچے جاتے اور اٹھتے وقت ((دونوں حالتوں میں)) تکبیر کہتے دیکھا۔۔۔۔

(2) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جب امام تکبیر کہہ کر سجدہ کرے تو تم بھی تکبیر کہو اور سجدہ کرو""۔۔۔۔۔۔

سوال::: نماز میں نیچے اور اوپر آتے وقت تکبیر کہنے پہ نظر طحاوی بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: امام طحاوی فرماتے ہیں کہ تکبیر کے ساتھ نماز شروع کی جاتی ہے اسی طرح رکوع اور سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے بھی تکبیر کہی جاتی ہے اس پہ اتفاق ہے تو قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ نماز میں جھکتے وقت بھی تکبیر کہی چاہیے۔۔۔۔

((باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع هل مع ذلک رفع ام لا))

سوال::: نماز میں رفع الیدین کرنے کا کیا حکم ہے؟؟؟

جواب::: (1) امام شافعی، امام احمد اور ایک روایت کے مطابق امام مالک کا مؤقف یہ ہے کہ رکوع جاتے، رکوع سے اٹھتے وقت اور سجدے سے قیام کی طرف آتے ہوئے رفع یدین کیا جائے گا۔۔۔۔

(2) آئمہ احناف اور ایک روایت کے مطابق امام مالک کا مؤقف یہ ہے کہ رفع الیدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہو گا اس کے بعد نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

سوال::: رفع الیدین کے قائل علماء کی دلیل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: (1) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھا کر تکبیر کہتے،، قرأت کرنے کے بعد جب رکوع کا ارادہ کرتے تو یونہی کرتے ((یعنی ہاتھ اٹھاتے)) اور رکوع سے فارغ ہو کر جب اٹھتے تو ہاتھ اٹھاتے،، قعدہ کی حالت میں ہاتھ نہ اٹھاتے اور دو سجدوں سے اٹھتے ہوئے بھی اسی طرح ہاتھ اٹھاتے اور تکبیر کہتے۔۔۔۔۔

(2)سالم اپنے والدہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب وہ نماز شروع کرتے تو کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور رکوع جانے سے پہلے اور اٹھنے کے بعد بھی ہاتھ اٹھاتے اور دو سجدوں کے درمیان ہاتھ نہ اٹھاتے۔۔۔۔۔

سوال::: احناف کے دلائل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: (1)حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع کرنے کے لیے تکبیر کہتے تو ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کے دونوں انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہو جاتے پھر ہاتھ نہ اٹھاتے۔۔۔۔۔

(2)حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اس کے بعد نہ اٹھاتے۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ رفع الیدین کے کرنے کے بارے میں روایت کرتے ہیں ان کا کیا جواب دیا گیا ہے ؟؟؟

جواب: مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم کو وائل بن حجر والی حدیث بیان کی تو انہوں نے فرمایا"" اگر وائل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مرتبہ رفع الیدین کرتے دیکھا ہے تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پچاس دفع نہ کرتے دیکھا ہے۔

سوال::: ابوزناد نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے رفع الیدین کرنے کے حوالے سے روایت بیان کی ہے مصنف اس کا کیا جواب دیتے ہیں ؟؟؟

جواب::: مصنف اس کے مقابلے میں عاصم بن کلیب کی روایت لے کر آئے ہیں جو انہوں نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت علی صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدین کرتے تھے اس کے بعد نہیں کرتے تھے۔۔۔۔

عاصم بن کلیب کی روایت اس بات پہ دلالت کرتی ہے کہ ابوزناد والی روایت یا تو سند کے اعتبار سے درست نہیں یا اس میں رفع الیدین کرنے والی بات سرے سے موجود نہیں یہ ابوزناد نے خود سے اضافہ کر دیا ہے کیونکہ مولا علی سے یہی روایت ابوزناد کے علاؤہ دیگر راویوں نے بھی بیان کی ہے لیکن اس میں رفع الیدین کا کوئی ذکر نہیں۔۔۔

سوال::: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے تو آپ اس کا کیسے انکار کر سکتے ہیں ؟؟؟

جواب::: اس کا جواب یہ ہے کہ خود حضرت عبد اللہ بن عمر کا فعل اپنے قول کے خلاف تھا چنانچہ مجاہد بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھایا۔۔۔

اعتراض::: مجاہد کی روایت منکر ہے کیونکہ طاؤوس نے حضرت ابن عمر کو رفع الیدین کرتے دیکھا ہے۔۔۔

جواب::: یہ اس وقت کا معاملہ ہے جب ابن عمر کو رفع الیدین کے نسخ کا علم نہیں تھا جب اس کا منسوخ ہونا ان کے نزدیک ثابت ہو گیا تو انہوں نے کرنا چھوڑ دیا۔۔۔۔

سوال::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کن لوگوں کو اپنے قریب رکھنا پسند فرماتے تھے اور اس کی وجہ بھی بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین وانصار جبکہ ایک دوسری روایت کے مطابق عقل مند لوگوں کو اپنے قریب رکھنا پسند فرماتے تھے تاکہ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دینی احکامات سیکھ لیں۔۔۔۔۔

اعتراض::: آپ نے وائل بن حجر کی روایت کا رد کرتے ہوئے ابراہیم والی روایت بیان کی جو کہ درست نہیں کیونکہ ابراہیم ارسال کرتے تھے۔۔۔۔

جواب::: ابراہیم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تبھی ارسال کرتے تھے جب اس روایت کی صحت ان کے نزدیک ثابت ہو جاتی تھی لہذا یہ روایت دلیل بن سکتی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: رفع الیدین کے حوالے سے نظر طحاوی بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: امام طحاوی فرماتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرنے پہ اتفاق ہے اور دو سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہ کرنے پہ اتفاق ہے جبکہ رکوع کرتے وقت، اس سے اٹھتے وقت اور قعدے سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنے یا نہ کرنے پہ اختلاف ہے۔۔۔۔۔

تکبیر تحریمہ نماز کا رکن ہے جبکہ بقیہ تکبیرات نماز کے ارکان میں سے نہیں ہیں لہذا قیاس یہ تقاضا کرتا ہے کہ نماز کے درمیان والی تکبیرات ((یعنی رکوع جاتے اور اٹھتے وقت اور قعدے سے اٹھتے وقت کی تکبیرات)) کا حکم تکبیر تحریمہ سے نہ ملایا جائے بلکہ ان تکبیرات کے حکم کو دو سجدوں کے درمیان والی تکبیر سے ملا دیا جائے اور رفع الیدین نہ کیا جائے۔۔۔۔۔

سوال::: ابو بکر بن عیاش نے فقہاء کو کون سا کام کرتے نہیں دیکھا؟؟؟

جواب::: ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی فقیہ کو پہلی تکبیر کے علاوہ دیگر تکبیرات میں رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا۔

((باب التطبیق للرکوع))

سوال::: تطبیق سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب::: تطبیق کا مطلب ہے کہ رکوع کرتے وقت ہاتھوں کو گھٹنوں پہ رکھنے کی بجائے دونوں ہاتھوں کو ملا ٹانگوں کے درمیان کر لینا اور تشہد کرتے وقت ہاتھ رانوں پہ رکھنے کی بجائے انہیں ملا کر رانوں کے درمیان رکھنا۔۔۔۔

سوال::: نماز میں تطبیق کی جائے گی یا نہیں؟؟؟

جواب::: (1) اسود، علقمہ اور ابراہیم نخعی کا مؤقف ہے کہ نماز میں تطبیق کی جائے گی۔۔۔

(2) آئمہ اربعہ کا مؤقف ہے کہ تطبیق نہیں کی جائے گی۔۔۔۔

سوال::: تطبیق کے قائل علماء کی دلیل نقل کریں۔۔۔

جواب::: حضرت علقمہ اور اسود رحمہا اللہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان کی اقتداء میں نماز ادا کی،، فرماتے ہیں کہ ہم نے رکوع کیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پہ رکھا تو انہوں نے ہمارے ہاتھوں پہ مارا اور تطبیق کروائی پھر اپنے ہاتھوں سے تطبیق کی اور انہیں رانوں کے درمیان رکھا،، نماز سے فارغ ہو کر فرمایا"" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے""۔۔۔

سوال::: آئمہ اربعہ کے دلائل پیش کریں۔۔۔

جواب::: (1) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے گھٹنوں کو پکڑو پس تمہارے لیے گھٹنوں کو پکڑنا سنت ہے۔۔۔

(2) وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پہ رکھتے۔۔۔۔

سوال::: آئمہ اربعہ کی جانب سے تطبیق کے قائلین کا کیا رد کیا جاتا ہے؟؟؟

جواب::: آئمہ اربعہ کی جانب سے جواب یہ ہے کہ تطبیق منسوخ ہو چکی ہے جیسا کہ مصعب بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کی ایک جانب نماز ادا کی اور اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھا پس انہوں نے میرے ہاتھوں پہ مارا اور فرمایا"" اے بیٹے!!! ہم اس طرح کیا کرتے تھے پھر ہمیں ہاتھوں کو گھٹنوں پہ رکھنے کا حکم دیا گیا"" اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ تطبیق منسوخ ہو چکی ہے

سوال::: تطبیق کے بارے میں نظر طحاوی بیان کریں۔۔۔

جواب::: اس بات کے سنت ہونے پہ اتفاق ہے کہ رکوع و سجود کے درمیان اعضاء میں کشادگی کی جائے گی تو قیاس یہی تقاضا کرتا ہے کہ رکوع میں تطبیق نہ کی جائے بلکہ ہاتھوں کو گھٹنوں پہ رکھا جائے کیونکہ تطبیق کرنے کی صورت میں اعضاء مل جائیں گے اور ہاتھ گھٹنوں پہ رکھے ہونے کی صورت میں کشادگی پائی جائے گی۔۔۔

سوال::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سجدے کی کیفیت بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ کرتے ((تو اعضاء کو اتنا کھلا رکھتے حتی کہ)) آپ کی بغل مبارک کی سفیدی نظر آجاتی۔۔۔۔

((باب مقدار الرکوع والسجود الذی لایجزئ اقل منہ))

سوال::: رکوع و سجود کی کم از کم مقدار کتنی ہے ؟؟؟

جواب::: (1) ظاہری فرقے اور مشہور روایت کے مطابق امام احمد کا مؤقف یہ ہے کہ رکوع و سجود کی کم از کم مقدار تین دفعہ سبحان اللہ کہنے کے برابر ہے۔۔۔۔

(2) آئمہ ثلاثہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا قول یہ ہے کہ رکوع کی مقدار یہ ہے کہ وہ رکوع میں بلکل برابر ہو جائے اور سجدے کی مقدار یہ ہے کہ وہ سجدے میں مطمئن ہو جائے۔۔۔۔

سوال::: فریق اول کی دلیل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" جب تم میں سے کوئی شخص رکوع میں تین دفعہ "" سبحان ربی العظیم "" کہہ دے تو اس کا رکوع مکمل ہو گیا اور یہ رکوع کی ادنی مقدار ہے اور جب سجدے میں تین دفعہ "" سبحان ربی الاعلی "" کہے تو اس کا سجدہ مکمل ہو گیا اور یہ سجدے کی ادنی مقدار ہے۔۔۔۔۔

سوال::: فریق ثانی کی دلیل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: رفاعہ بن رافع سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور نماز پڑھی،، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے دیکھ رہے تھے پس آپ نے اس سے فرمایا"" جب تم اپنی نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ تو تکبیر کہو پھر قرآن سے اگر کچھ آتا ہو تو پڑھو اگر نہیں آتا تو اللہ کی حمد اور تکبیر و تہلیل کرو پھر رکوع کرو یہاں تک کہ مطمئن ہو جاؤ پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ تم مطمئن ہو جاؤ پھر اطمینان سے بیٹھ جاؤ،، جب تم یہ کر لو تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی اور اگر اس سے کچھ کم ہوا تو تمہاری نماز میں کمی ہو گی""۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت کا فریق ثانی کی جانب سے کیا جواب دیا جاتا ہے ؟؟؟

جواب::: حضرت ابن مسعود کی روایت سے استحباب وسنیت مراد ہے یعنی اگر کوئی شخص تین دفعہ سے کم سبحان اللہ کہے گا تو سنت ادا نہیں ہو گی۔۔۔۔

((باب ما ینبغی أن یقال فی الرکوع والسجود))

سوال::: رکوع و سجود میں کیا پڑھنا چاہیے اس حوالے سے علماء کا مؤقفات تحریر کریں۔۔۔۔

جواب::: (1) امام شافعی اور احمد بن حنبل کا مؤقف ہے رکوع و سجود میں کوئی چیز پڑھنا معین نہیں ہے نمازی جو چاہے پڑھے۔۔۔

(2) احناف کے نزدیک رکوع و سجود میں تین تین دفعہ ""سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلی"" کہنا سنت ہے۔۔۔۔

(3) امام مالک کے نزدیک رکوع میں تسبیح کہنا سنت ہے البتہ سجدے میں نمازی جو چاہے کہے۔۔۔۔۔

سوال::: حنابلہ اور شوافع ک دلیل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع کرتے تو فرماتے ""اے اللہ!!!میں نے تیرے لیے رکوع کیا تجھ پہ ایمان لایا اور تیری ہی اطاعت کی تو میرا رب ہے،، میرے کان، میری آنکھیں، میرا مغز میری ہڈی میرے پٹھے سب اللہ کے لیے جھک گئے جو تمام جہانوں کا رب ہے""، اور سجدے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں فرماتے ""اے اللہ!!!میں نے تیرے لیے سجدہ کیا تیری ہی اطاعت کی تو میرا رب ہے میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اور اس کے کان اور آنکھیں بنائیں،، اللہ پاک بڑا بابرکت اور سب سے بہتر خالق ہے""۔۔۔۔۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازی رکوع و سجود میں جو مرضی پڑھے۔۔۔۔

سوال::: مالکیہ کی دلیل نقل کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"" مجھے رکوع و سجود میں قرأت کرنے سے منع کیا گیا ہے،، رکوع میں تم اپنے رب کی تعظیم کرو اور سجدے میں خوب دعا کرو یہ قبولیت کے زیادہ لائق ہے""

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رکوع میں ""سبحان ربی العظیم"" کہنا چاہیے اور سجدے میں کچھ بھی پڑھ سکتے ہیں۔۔۔۔

سوال::: احناف کے دلائل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: (1)عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ""فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ""نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""اسے اپنے رکوع میں شامل کرو""اور جب"" سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ""نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""اسے اپنے سجدے میں شامل کرو""۔۔۔

(2)حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدے میں سبحان ربی الاعلی پڑھتے تھے۔۔۔

سوال::: امام مالک کا رد کریں۔۔۔

جواب::: امام مالک کی بیان کردہ حدیث ممکن ہے ان آیات ""فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ""سے پہلے کی ہو لیکن جب یہ آیات نازل ہوئیں تو وہ حکم منسوخ ہو گیا۔۔۔۔

اعتراض::: آپ امام مالک کی روایت کو منسوخ کیسے کہہ سکتے ہیں حالانکہ یہ کلمات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمائے تھے جب آپ علیل ہوئے تھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے؟؟؟

جواب::: آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلمات مرض وفات میں ارشاد فرمائے؟؟؟ ممکن ہے کہ یہ کلمات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مرض میں فرمائے ہوں جس کے بعد تندرست ہو گئے ہوں۔۔۔

سوال::: رکوع وسجود کے اذکار کے حوالے سے نظر طحاوی بیان کریں۔۔۔

جواب::: نماز کے ارکان یعنی قیام، رکوع وسجود تکبیرات وغیرہ کے اذکار شریعت کی جانب سے مقرر ہیں ان میں اضافہ کرنا درست نہیں((البتہ تشہد کے بعد اپنی مرضی کی دعائیں پڑھنے کا اختیار ہے اور یہ اجازت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں موجود ہے))اگر کوئی شخص تکبیر کی جگہ ""اللہ اعظم ""کہے گا تو گنہگار ہو گا اسی طرح اگر کوئی تشہد ان الفاظ سے کہے جو احادیث میں نہیں آئے تب بھی وہ گنہگار ہو گا،، پس قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ رکوع وسجود کے جو اذکار احادیث میں آئے صرف وہی پڑھے جائیں اپنی طرف سے اضافہ نہ کیا جائے۔۔۔۔

((باب الامام یقول ""سمع اللہ لمن حمدہ ""ھل ینبغی لہ ان یقول بعدھا ""ربنا ولک الحمد ""))

سوال::: کیا امام کے لیے ""ربنا ولک الحمد ""کہنا سنت ہے؟؟؟

جواب::: اس مسئلہ میں اختلاف ہے:::

(1)امام اعظم اور امام مالک کا مؤقف ہے کہ امام ""سمع اللہ لمن حمدہ"" کہے گا اور مقتدی ""ربناولک الحمد"" کہے گا امام کے لیے یہ کہنا سنت نہیں ہے۔۔۔۔

(2)صاحبین، امام شافعی اور امام احمد کا مؤقف ہے کہ امام کے لیے ""ربناولک الحمد"" کہنا سنت ہے۔۔۔۔

سوال::: امام اعظم اور امام مالک کی دلیل پیش کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز سکھائی تو فرمایا جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ ""سمع اللہ لمن حمدہ"" کہے تو تم ""اللھم ربناولک الحمد"" کہو اللہ پاک تمہاری بات سنے گا۔۔۔۔۔

سوال::: صاحبین، امام شافعی اور امام احمد کی دلیل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ""سمع اللہ لمن حمدہ"" کہتے تو ""اللھم ربناولک الحمد"" بھی کہتے۔۔۔۔

سوال::: فریق ثانی نے امام اعظم کی دلیل کا کیا جواب دیا ہے؟؟؟ نیز اس معاملے میں نظر طحاوی بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: امام اعظم اور امام مالک کی پیش کردہ حدیث میں یہ دلیل نہیں پائی جاتی کہ امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ اور مقتدی صرف ربنا ولک الحمد کہے کیونکہ اگر یہ تقسیم ہوتی تو اکیلا نماز پڑھنے والا شخص یہ دونوں کلمات نہ کہتا۔۔۔۔

نظر طحاوی::: نماز کے احکامات امام اور مقتدی کے لیے برابر ہیں تو قیاس یہ تقاضا کرتا ہے کہ امام و مقتدی دونوں کے لیے ""سمع اللہ لمن حمدہ اور ربناولک الحمد"" کہنا سنت ہونا چاہیے۔۔۔۔

((باب القنوت فی صلاۃ الفجر وغیرھا))

سوال::: کیا وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں قنوت پڑھی جا سکتی ہے؟؟؟

جواب::: (1)امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت پڑھنا سنت ہے۔۔۔۔

(2)امام مالک کے نزدیک فجر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا سنت ہے۔۔۔۔

(3)امام اعظم کے نزدیک صرف عشاء کے وتروں میں قنوت پڑھنا سنت ہے۔۔۔۔

سوال::: امام شافعی اور امام احمد کی دلیل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد یوں فرماتے "" اے اللہ !!! ولید بن ولید، سلمہ بن ھشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور دیگر کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرما،، اے اللہ قبیلہ مضر پہ سختی فرما اور انہیں یوسف علیہ السلام کے قحط کی طرح سالوں قحط میں مبتلا فرما،، اے اللہ !!! لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ پہ لعنت فرما انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے ""-----

سوال::: امام مالک کی دلیل سپرد قلم کریں----

جواب::: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے----

سوال::: احناف کی دلیل دیں----

جواب::: احناف کے نزدیک صرف وتر میں قنوت ہوگی اس کے علاوہ کسی بھی نماز میں نہیں کہی جائے گی اور وہ روایات جن سے وتر کے علاوہ دیگر نمازوں میں قنوت ثابت ہے منسوخ ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض ایک مہینہ قنوت کہی اس کے بعد نہیں کہی جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:::

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ماہ قنوت کہی آپ عصیہ اور ذکوان کے خلاف دعائے ضرر فرماتے تھے اور جب ان پہ غلبہ پالیا تو قنوت چھوڑ دی،، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے----

سوال::: فجر میں قنوت کے حوالے سے نظر طحاوی بیان کریں----

جواب::: امام طحاوی فرماتے ہیں کہ نماز ظہر، عصر اور مغرب میں بالاتفاق قنوت مشروع نہیں تو غور وفکر کرنا اس کا بات کا تقاضا کرتا ہے کہ فجر میں بھی قنوت نہیں ہونی چاہیے لہذا یہ صرف وتر کے ساتھ خاص ہے---

((باب مایبدأ بوضعہ فی السجود الیدین أو الرکبتین))

سوال::: سجدے میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنا زمین پہ رکھا جائے گا یا ہاتھ ؟؟؟

جواب::: (1) امام مالک فرماتے ہیں کہ سجدے میں جاتے ہوئے پہلے ہاتھ رکھے جائیں گے اور پھر گھٹنہ

(2) آئمہ ثلاثہ کے نزدیک پہلے گھٹنے رکھے جائیں اور پھر ہاتھ----

سوال::: امام مالک کی دلیل ذکر کریں----

جواب::: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کے بیٹھنے کی طرح نہ بیٹھے بلکہ ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھے۔۔۔۔

اعتراض::: امام مالک کی بیان کردہ روایت پہ کچھ لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ اونٹ بیٹھتے ہوئے پہلے زمین پہ ہاتھ رکھتا ہے تو حدیث کے پہلے حصے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے منع فرما رہے ہیں اور دوسرے حصے میں فرما رہے ہیں کہ پہلے ہاتھوں کو رکھو ،،تو حدیث کے دونوں حصوں میں تعارض آگیا ہے۔۔۔۔

جواب::: اس حدیث میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ اونٹ کے گھٹنے اس کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں تو اس چیز سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ اس کی طرح نہ بیٹھو یعنی پہلے گھٹنوں کو زمین پہ نہ رکھو۔۔۔۔۔

سوال::: آئمہ ثلاثہ کی دلیل ذکر کریں۔۔۔

جواب::: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھتے۔۔۔۔

سوال::: آئمہ ثلاثہ کی دلیل کا امام مالک کی دلیل پہ ترجیح پانے کی کیا وجہ ہے؟؟؟

جواب::: امام مالک نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت بیان کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہی روایت ایک اور جگہ یوں آئی ہے::: جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اپنے گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھے اور اونٹ کے بیٹھنے کی طرح نہ بیٹھے۔۔۔۔

دونوں احادیث کے الفاظ میں تضاد ہے جبکہ آئمہ ثلاثہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ والی جو دلیل پیش کی اس کے الفاظ میں کوئی تضاد نہیں لہذا آئمہ ثلاثہ کی دلیل امام مالک کی دلیل پہ ترجیح پا گئی۔۔۔۔۔

سوال::: سجدہ میں جاتے ہوئے گھٹنوں کو زمین پہ پہلے رکھنے کے حوالے سے نظر طحاوی بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: نمازی کو سات اعضاء""چہرہ، ہتھیلیاں، پاؤں اور گھٹنوں""پہ سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے،، سجدے میں جاتے ہوئے سب سے آخر میں سر کو زمین پہ رکھا جاتا ہے اور سجدہ سے اٹھتے ہوئے سر کو سب سے پہلے اٹھایا جاتا ہے یعنی سجدے میں جاتے ہوئے اعضاء کو رکھنے کی ترتیب سجدہ سے اٹھتے ہوئے اعضاء کو اٹھانے کی ترتیب سے برعکس ہے،، سجدہ سے اٹھتے ہوئے ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھانے پہ اتفاق ہے تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے اس کا برعکس ہونا چاہیے یعنی پہلے گھٹنوں کو رکھنا چاہیے اور پھر ہاتھوں کو۔۔۔۔۔

((باب صفة الجلوس فی الصلاۃ کیف ھو))

سوال::: تشہد میں کس طرح بیٹھا جائے گا؟؟؟

جواب::: (1)امام مالک کے نزدیک دونوں قعدوں میں دایاں پاؤں کھڑا رکھا جائے گا بائیں پاؤں کو ٹیڑھا کر کے زمین پہ بیٹھا جائے گا آسان الفاظ میں یوں کہ لیں ان کے نزدیک تورک کیا جائے گا۔۔۔۔۔

(2)امام شافعی اور امام احمد کے مطابق آخری قعدے میں تورک کیا جائے گا اور پہلے قعدے میں افتراش ہو گا((یعنی دایاں پاؤں کھڑا کیا جائے گا بایاں پاؤں بچھا کر اس پہ بیٹھا جائے گا))۔۔۔۔

(3)احناف کے نزدیک تمام قعدوں میں افتراش ہو گا۔۔۔۔۔

سوال::: مالکیہ کی دلیل نقل کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت عبد اللہ بن عمر کے بیٹے نے انہیں نماز میں چار زانو بیٹھے دیکھا تو یہ بھی ان کی طرح بیٹھ گئے لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں اس سے منع کر دیا اور فرمایا"" نماز کی سنت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کیا جائے اور بایاں پاؤں ٹیڑھا کیا جائے""، بیٹے نے عرض کی آپ تو چار زانو بیٹھے تھے تو آپ نے فرمایا""میرے پاؤں بوجھ اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے""۔۔۔۔۔

سوال::: شوافع اور حنابلہ کی دلیل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: ابو حمید ساعدی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا"" پہلے قعدے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بایاں پاؤں بچھا کر اس پہ بیٹھ جاتے اور آخری قعدے میں بائیں سرین پہ تورک کرتے ہوئے بیٹھتے""۔۔۔۔۔

سوال::: احناف کی دلیل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا"" جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشہد کے لیے بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھا لیا اور اس پہ بیٹھ گئے پھر اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں ران پہ اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پہ رکھا اور انگوٹھے اور درمیانی انگلی کے ذریعے حلقہ بنا کر دوسری انگلی((یعنی شہادت کی انگلی)) کے ساتھ دعا کرنے لگے۔۔۔۔ حضرت وائل بن حجر کا یہ انگلی کے ذریعے دعا کرنے والی بات اس چیز پہ دلالت کرتی ہے کہ وہ آخری قعدہ تھا۔۔۔۔۔

سوال::: احناف کی دلیل کی وجہ ترجیح بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: شوافع اور حنابلہ نے ابو حمید ساعدی کی روایت کو دلیل بنایا ہے اس کی سند منقطع ہے کیونکہ محمد بن عمرو بن عطاء کی ابو حمید ساعدی سے ملاقات ہی ثابت نہیں۔۔۔۔

سوال::: تشہد میں بیٹھنے کے حوالے سے نظر طحاوی بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: امام طحاوی فرماتے ہیں کہ پہلے قعدے میں اور جلسے میں شوافع، حنابلہ اور احناف کے نزدیک بالاتفاق افتراش کیا جاتا ہے ((پہلا قعدہ سنت ہے اور جلسہ کرنا فرض ہے))،، اختلاف دوسرے قعدے میں ہے،، دوسرا قعدہ یا تو سنت ہو گا یا فرض،، اگر سنت ہے تو پہلے قعدے پہ قیاس کرتے ہوئے دوسرے قعدے میں بھی افتراش کیا جائے گا،، اگر دوسرے قعدے کو فرض مانیں تو جلسے پہ قیاس کرتے ہوئے پھر بھی افتراش کیا جائے گا۔۔۔۔۔

((باب التشہد فی الصلاۃ کیف ھو))

سوال::: تشہد کے الفاظ میں آئمہ کرام کا کیا اختلاف ہے ؟؟؟

جواب::: (1) امام مالک کے نزدیک تشہد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ والے الفاظ پڑھے جائیں گے۔۔۔۔۔

(2) امام شافعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تشہد کو اختیار کیا ہے۔۔۔۔۔

(3) امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی تشہد کو اختیار کیا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: تینوں صحابہ کی تشہد کے الفاظ ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تشہد::: التحیات للہ الزاکیات للہ الصلوات للہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔۔۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما والی تشہد::: التحیات المبارکات الصلوات الطیبات للہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، اشھد ان لا الہ الا اللہ وأن محمد اعبدہ ورسولہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی تشہد::: التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ

سوال::: خطبۃ الصلاۃ سے کیا مراد ہے ؟؟؟

جواب::: تشہد

سوال::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو کس طرح تشہد سکھاتے تھے ؟؟؟

جواب::: جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو قرآن سکھاتے تھے اسی طرح تشہد بھی سکھاتے تھے۔۔۔۔۔

سوال::: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی تشہد کی وجہ ترجیح بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے اہتمام کے ساتھ آپ کو یہ تشہد سکھائی،،اس کی اسانید قوی ہیں،،اس کے راوی کثیر ہیں،،اس میں ""واؤ""کا اضافہ ہے جو کہ دیگر تشہدات میں نہیں ہے۔۔۔۔

اعتراض::: آپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی تشہد کو کیسے ترجیح دے سکتے ہیں حالانکہ امام مالک نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی تشہد کی وجہ ترجیح بیان کی ہے کہ ان کی تشہد کا کسی نے انکار نہیں کیا۔۔۔۔

جواب::: ایسا بلکل نہیں ہے کئی صحابہ نے تشہد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلاف الفاظ نقل کیے ہیں مثلا جابر بن عبد اللہ ،ابو موسیٰ اشعری اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ۔۔۔۔۔

((باب السلام فی الصلاۃ کیف ھو))

سوال::: نماز کے اختتام پہ کتنی دفعہ سلام کہا جائے گا؟؟؟

جواب::: (1)امام مالک کے نزدیک صرف ایک مرتبہ سلام کہا جائے گا۔۔۔۔

(2)احناف اور شوافع کے نزدیک دائیں اور بائیں دونوں طرف سلام کہا جائے گا۔۔۔۔

سوال::: امام مالک کے دلائل نقل کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں صرف ایک دفعہ ""السلام علیکم"" کہتے تھے۔۔۔۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں ایک دفعہ سلام کہتے تھے۔۔۔۔

سوال::: احناف کے دلائل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: (1)حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرتے((اور یوں کہتے))السلام علیکم ورحمۃ اللہ،السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔۔۔۔

(2)حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرتے حتی کہ آپ کے گال مبارک کی سفیدی دیکھ لی جاتی۔۔۔۔

صحابہ کرام کا بھی اسی پہ عمل تھا چند ایک کے نام یہ ہیں::: حضرت علی، ابن مسعود، سہل بن سعد رضی اللہ عنہم وغیرہ۔۔۔۔

اعتراض::: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک سلام ثابت ہوتا ہے۔۔۔۔

جواب::: اس روایت سے نماز جنازہ مراد ہے جبکہ ہم جس نماز میں دو سلام والی بات کر رہے ہیں وہ رکوع وسجود والی نماز ہے۔۔۔۔۔

اعتراض::: حضرت عمر بن عبد العزیز، امام حسن اور ابن سیرین جیسے بڑے بڑے تابعین ایک طرف منہ کر کے سلام کہتے تھے۔۔

جواب::: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ سے تواتر سے دو سلام ثابت کر چکے ہیں،، اور اجلہ تابعین حضرت سعید بن مسیب اور ابن ابی لیلی وغیرہ کا بھی یہی مذہب تھا لہذا ہمارے مؤقف کو ترجیح حاصل ہے۔۔۔۔

((باب السلام فی الصلاۃ ھل ھو من فروضھا أم من سننھا))

سوال::: نماز کے اختتام میں سلام پھیرنے کا حکم بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: (1)امام شافعی، مالک اور احمد کے نزدیک نماز میں سلام پھیرنا فرض ہے اگر بغیر سلام پھیرے نماز ختم کر دی تو وہ باطل ہو جائے گی۔۔۔۔

(2)احناف، ابراہیم اور عطاء کا مؤقف ہے کہ نماز میں سلام پھیرنا فرض نہیں،، دوسرے گروہ کا آگے مزید اختلاف ہو گیا احناف کے نزدیک تشہد کی مقدار بیٹھنے سے نماز مکمل ہو جاتی ہے جبکہ عطاء اور ابراہیم کے نزدیک نماز کے دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے ہی نماز مکمل ہو جائے گی تشہد کی مقدار بیٹھنے کی حاجت نہیں،، امام طحاوی نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے کہ آخری قعدہ سنت ہے۔۔۔۔۔

سوال::: آئمہ ثلاثہ کی دلیل نقل کریں۔۔۔۔

جواب::: مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا""نماز کی چابی طہارت ہے، اس کا احرام تکبیر ہے اور سلام کے ذریعے اس سے باہر آنا ہے""۔۔۔۔

سوال::: ابراہیم اور عطاء کی دلیل ذکر کریں۔۔۔

جواب::: ان کا مؤقف تھا کہ نماز کا آخری سجدہ کرنے سے نماز مکمل ہو جائے گی،، دلیل مولا علی کا فرمان ہے:::

جب نمازی آخری سجدے سے سر اٹھائے تو اس کی نماز مکمل ہو گئی۔۔۔۔۔

سوال::: احناف کی دلیل دیں۔۔۔۔

جواب::: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو تشہد سکھا کر فرمایا"" جب تم اسے ادا کر لو تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی اگر تم کھڑا ہونا چاہو تو کھڑے ہو جاؤ اگر بیٹھنا چاہو تو بیٹھ جاؤ۔۔۔۔۔

سوال::: قعدہ اخیرہ کے حوالے سے نظر طحاوی بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: امام طحاوی فرماتے ہیں کہ نماز کے وہ تمام ارکان جو تکرار کے ساتھ آتے ہیں ان کا حکم یکساں ہے((یعنی جو رکن ایک جگہ پہ فرض ہے وہ دوسری جگہ پہ بھی فرض ہو گا اور جو ایک جگہ پہ سنت ہے وہ دوسری جگہ پہ بھی سنت ہو گا))،،اور نماز قعدوں کی بھی تکرار ہوتی ہے تو چونکہ پہلا قعدہ سنت ہے لہذا اس پہ قیاس کرتے ہوئے دوسرا قعدہ بھی سنت ہونا چاہیے۔۔۔۔۔

((باب الوتر))

سوال::: وتر کی کتنی رکعات ہیں؟؟؟

جواب::: (1)امام احمد،امام شافعی کے نزدیک وتر ایک رکعت ہے۔۔۔۔

(2)احناف کے نزدیک تین رکعات ہیں۔۔۔۔

(3)امام مالک کے نزدیک تین رکعات ہیں لیکن دو کے بعد سلام پھیرا جائے گا اور پھر تیسری رکعت ادا کی جائے گی۔۔۔۔

سوال::: شوافع اور حنابلہ کی دلیل ذکر کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ وترات کے آخر میں ایک رکعت ہے۔۔۔۔

سوال::: امام مالک کی دلیل سپرد قلم کریں۔۔۔۔

جواب::: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وتر کی ایک رکعت اور دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے تھے۔۔۔۔

سوال::: احناف کے دلائل نقل کریں۔۔۔۔

جواب::: (1)حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کی دو رکعات پہ سلام نہیں پھیرتے تھے۔۔۔۔

(2)حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نماز مغرب کی طرح وتر تین رکعات ہیں۔۔۔۔

سوال::: حدیث میں کس نماز کو دن کے وتر کہا گیا؟؟؟

جواب::: نماز مغرب کو

سوال::: وتر کی رکعات کے بارے میں نظر طحاوی بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: وتر یا تو فرض ہے یا سنت

اگر فرض ہے تو فرض کی دو، چار یا تین رکعات ہیں،، وتر کی دو یا چار رکعات نہیں ہو سکتیں لہذا قیاس کا تقاضا ہے کہ اس کی تین رکعات ہی ہیں۔۔۔۔

اگر وتر سنت ہے تو سنت کی مثال فرائض میں موجود ہوتی ہے اور فرائض میں صرف مغرب ایسی نماز ہے جس کی طاق رکعات ہیں لہذا قیاس کے مطابق بھی وتر کی تین ہی رکعات ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: مدینہ کے سات فقہاء کون سے ہیں؟؟؟

جواب::: سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابو بکر بن عبد الرحمن، خارجہ بن زید، عبید اللہ بن عبد اللہ، سلیمان بن یسار

((باب القراءۃ فی رکعتی الفجر))

سوال::: کیا فجر کی سنتوں میں قرأت کی جائے گی؟؟؟

جواب::: (1)اہل ظاہر کے نزدیک فجر کی سنتوں میں قرأت نہیں کی جائے گی۔۔۔۔

دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی دو انتہائی مختصر رکعات ادا فرماتے ہیں تو میں کہتی کیا آپ نے ان میں سورۃ فاتحہ پڑھی ہے؟؟؟

(2)امام مالک کے نزدیک صرف سورۃ فاتحہ پڑھی جائے گی۔۔۔

دلیل::: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی دو رکعتوں کو انتہائی مختصر کر کے ادا فرماتے میں کہتی کہ آپ نے ان میں سورۃ فاتحہ پڑھی ہے۔۔۔۔

(3)احناف کے نزدیک فجر کی سنتوں میں قرأت کی جائے گی البتہ وہ قرأت مختصر ہو گی۔۔۔۔

دلیل::: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی مرتبہ فجر کی پہلی دو رکعات اور مغرب کی بعد والی دو رکعات میں ""سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص"" پڑھتے سنا ہے۔۔۔۔

سوال::: فجر کی سنتوں میں قرأت کے حوالے سے نظر طحاوی بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: فجر کے علاوہ دیگر سنتوں میں قرأت کی جاتی ہے تو قیاس کا یہی تقاضا ہے کہ فجر کی سنتوں میں بھی قرأت کی جائے۔۔۔۔۔